بِعَونِہٖ وَکَرَمِہٖ تعالیٰ جَلَّ اِسمُہٗ

دین و ایمان کو منوّر اور محبت و ایقان کو افزدوں کرنے والے

نادر و اہم

رسائلِ ستّہ ضروریہ

بحضرت مجدد مِائتہ حاضرہ مولانا الشاہ مفتی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ

- ــــ صلاۃ الصفا فی نور المصطفٰی (صلی اللہ علیہ وسلم)
- ــــ نطق الہلال فی ولاد الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم والوصال
- ــــ الہدایۃ المبارکہ فی خلق الملٰئکہ (علیہم السلام)
- ــــ الصمصام علی مشکک فی الارحام
- ــــ جمل النور فی نہی النساء عن زیارت القبور
- ــــ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق (رضی اللہ عنہما)

یکے از مطبوعات

ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم لال کھوہ موچی گیٹ لاہور

قیمت - ایک روپیہ

مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

صلاۃ الصفا فی نور المصطفٰی

مسئلہ از لشکر گوالیار محکمہ ڈاک دربار مرسلہ مولوی نورالدین احمد صاحب ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے۔ اور ان کے نور سے باقی مخلوقات کس حدیث سے ثابت ہے اور وہ حدیث کس قسم کی ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ یَا نُوْرُ یَا نُوْرَ النُّوْرِ یَا نُوْرًا قَبْلَ كُلِّ نُوْرٍ وَّ نُوْرًا بَعْدَ كُلِّ نُوْرٍ یَا مَنْ لَّهُ النُّوْرُ وَبِهِ النُّوْرُ وَمِنْهُ النُّوْرُ وَاِلَیْهِ النُّوْرُ وَھُوَ النُّوْرُ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی نُوْرِكَ الْمُنِیْرِ الَّذِیْ خَلَقْتَهٗ مِنْ نُّوْرِكَ وَخَلَقْتَ مِنْ نُّوْرِهِ الْخَلْقَ جَمِیْعًا وَعَلٰی اَشِعَّةِ اَنْوَارِهٖ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَقْمَارِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اٰمِیْن

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام یحیٰی سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ۔ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی

مصنّف میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی :۔ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ فَجَعَلَ ذٰلِکَ النُّوْرُ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَۃِ حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّ لَا جَنَّۃٌ وَّ لَا نَارٌ وَلَا مَلَکٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنِّیٌّ وَلَا اِنْسِیٌّ فَلَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذٰلِکَ النُّوْرُ اَرْبَعَۃَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِی اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَۃَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ حَمَلَۃَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِی الْکُرْسِیَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِی الْمَلٰئِکَۃِ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَۃَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ السَّمٰوٰتِ وَمِنَ الثَّانِی الْاَرْضِیْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَۃَ اَجْزَاءٍ الحدیث بطولہا۔ یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزّ وجل نے کیا چیز بنائی۔ فرمایا اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالٰی نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا تعالٰی نے چاہا۔ دورہ کرتا رہا۔ اسوقت لوح و قلم۔ جنت و دوزخ۔ فرشتگان۔ آسمان۔ زمین۔ سورج۔ چاند

جن۔ آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نور کے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے قلم۔ دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے پہلے سے فرشتگان حامل عرش۔ دوسرے سے کرسی تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ الی آخرالحدیث۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بنحوہ روایت کی۔ اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ۔ اور امام حجر مکی افضل القرٰی۔ اور علامہ فاسی مطالع المسرات۔ اور علامہ زرقانی شرح مواہب۔ اور علامہ دیار بکری خمیس۔ اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں۔ بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائی ہوئی ہے۔ تو بلاشبہ حدیث حسن۔ صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے۔ جس کے بعد کسی سند کی حاجت نہیں رہتی۔ بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو بھی حرج نہیں کرتی۔ کَمَا بَیَّنَّاہُ فِی مُنِیْرِ الْعَیْنِ فِی حُکْمِ تَقْبِیْلِ الْاِبْہَامَیْنِ

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔ قَدْ خُلِقَ کُلُّ شَیْءٍ مِنْ نُوْرِہٖ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا وَرَدَ بِہِ الْحَدِیْثُ الصَّحِیْحُ۔ یعنی بیشک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنائی گئی۔ جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔ ذَکَرَہٗ فِی الْمَبْحَثِ الثَّانِیْ بَعْدَ النَّوْعِ السِّتِّیْنَ مِنْ اٰفَاتِ اللِّسَانِ فِیْ مَسْئَلَۃِ ذَمِّ الطَّعَامِ

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے۔ قَدْ قَالَ الْاَشْعَرِیُّ اِنَّہٗ تَعَالٰی نُوْرٌ لَیْسَ کَالْاَنْوَارِ وَالرُّوْحُ النَّبَوِیَّۃُ الْقُدْسِیَّۃُ لَمْعَۃٌ مِّنْ نُّوْرِہٖ وَالْمَلٰئِکَۃُ شَرَرُ تِلْکَ الْاَنْوَارِ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَغَیْرُہٗ مِمَّا فِیْ مَعْنَاہُ یعنی امام اجل امام اہلِ سنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ جن کی طرف نسبت کرکے اہلِ سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل نور ہے۔ نہ اور نوروں کی مانند۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا۔ اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے سوا اور بھی حدیثیں ہیں۔ جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ

مسئلہ از ٹانڈہ ضلع مراد آباد۔ مرسلہ مولوی الطاف الرحمٰن صاحب بیلیپاتی

۱۴ شعبان ۱۳۱۳ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعض مولود شریف میں جو نورِ محمدی کو نورِ خدا سے پیدا ہوا لکھا ہے۔ اس میں زید کہتا ہے بشرط صحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے اور عمرو کہتا ہے یہ انفکاک ذات سے ہوا ہے اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہب اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو برا نہیں جانتا۔ اور اس میں چون وچرا لئے جاتا ہے۔ بیّنوا۔ توجروا۔

الجواب

عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا۔
یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ ذَکَرَہُ الْاِمَامُ الْقَسْطَلَانِیُّ فِی الْمَوَاھِبِ وَ غَیْرُہٗ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْکِرَامِ

عمرو کا قول سخت باطل و شنیع و گمراہی قطیع بلکہ سخت تر امر کی طرف منجر ہے اللہ عزّ و جلّ اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے ۔ ع

اور قول زید میں لفظ لتشرط صحت ہوئے انکار کر دینا ہے۔ یہ جہالت ہے باجماع علماء دربارۂ فضائل صحتِ مصطلحہ محدثین کی حاجت نہیں۔ معہذا عارف باللہ سیّدی عبدالغنی نابلسی قدس سرّہ القدسی نے اس حدیث کی تصحیح کی تصریح فرمائی علاوہ بریں یہ معنی قدیماً و حدیثاً تصانیف و کلمات ائمہ و علماء و اولیاء و عرفا میں مذکور و مشہور و متلقی بالقبول رہے۔ یہ خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے فَاِنَّ الْحَدِیْثَ یَتَقَوّٰی بِتَلَقِّی الْاَئِمَّۃِ بِالْقُبُوْلِ کَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ الْاِمَامُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِہٖ وَ صَرَّحَ بِہٖ عُلَمَاؤُنَا فِی الْاُصُوْلِ

ہاں اُسے باعتبار کنہ کیفیت متشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتا ہے واقعی نہ ربّ العزّت جل و علا نہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا۔ کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور مطہر سیّد الور صلی اللہ تعالیٰ علیہ کیونکر بنایا۔ نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہو سکتی ہے تو یہی معنی متشابہات ہیں۔

بکر نے جو کہا۔ وہ دفع خیال ضلال عمرو کیلئے کافی ہے۔ شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے۔ بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصّہ جدا ہو کر یہ شمع بنے۔ اس سے

بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر تجلّی کی وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا۔ مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں جو کہا جائیگا۔ ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص و ناتمام ہوگا۔ بلاشبہ طریق اسلم قول خالد ہے۔ اور وہی مذہب ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ پیشِ نظر رہے یہ بات کہ میں کوئی عالم و فاضل نہیں ہوں کہ بحث ومباحثہ کا خیال درمیان میں آئے۔ فقط دریافت کرنے کی غرض سے فدویانہ لکھتا ہوں۔ تاکہ میرے عقیدے میں جو کچھ غلطی ہو۔ وہ صحیح ہو جاوے مجھ کو ایسا معلوم ہے کہ تمام مخلوقات انسان کا یہ حال ہے کہ غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں مگر خدائے تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سب باتوں سے محفوظ رکھا ہے اور تمام مخلوقات پر بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اگر یہ بات سچی ہے تو حدیث شریف کے معنی مجھ کو یوں معلوم ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیگا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اے جابر بالتحقیق اللہ نے بزرگ پیدا کیا ذات نبی تیرے کو۔

مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے اس میں مجھ کو شک ہے۔ چاہتا ہوں کہ شک دور ہو جائے۔ مثال۔ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا۔ اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ روشن کئے گئے۔ پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی۔ یہ آپ کا فرمانا صحیح اور بجا ہے۔ لیکن یہ سب چراغ نام اور ذاتِ روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں۔ اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

نجاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام پاک ومنزہ پیدا ہوئے۔ بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوئے۔ نور کے معنی فضلے کے نہیں۔ مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ ہر طرح برابری بتانے کو قرآن عظیم میں نور الٰہی کی مثال دی۔ کمشکوٰۃ فیہا مصباح۔ کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور رب جلیل۔ یہ مثال فہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نور الٰہی سے نور نبوی پیدا ہوا۔ تو نور الٰہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا۔ اسے بتایا گیا کہ چراغ روشن ہوتے ہیں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا۔ جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور کا کیا کہنا نور سے نور پیدا ہونے کو نام وروشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں۔ چاند کا نور آفتاب کی ضیا سے ہے۔ پھر کہاں وہ۔ اور کہاں یہ۔ علم ہیأت میں بتایا گیا ہے۔ کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر تین ہزار چاند ہوں۔ تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ ۹ گوزند چنید دھرس لین مرسلہ حکیم محمد ابراہیم صاحب بنارسی۔ ۱۹ ذلیقعدہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ رسولِ مقبول اللہ کے نور سے پیدا ہیں

لہ حسنی پریس کی اشاعت سابقہ میں غلطی سے یہاں ص اڑا کر درود شریف بتمامہ لکھ دیا۔ جو اصل عبارت سائل کے خلاف ہے اصل سوال میں یہاں صرف صں بنا ہے۔ اور اسی پر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اصل مسئلہ کے جواب سے تنبیہ فرمائی ہے ۱۲

یا نہیں۔ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہیں نور ذاتی سے یا نور صفاتی سے۔ یا دونوں سے۔ اور نور کیا چیز ہے؟

الجواب

جوابِ مسئلہ سے پہلے ایک اور مسئلہ گزارش کر لوں لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ الحدیث۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَبَدًا اور درود و سلام کی جگہ نقط صاد یا عم یا صلعم یا صللم کہنا ہرگز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنی ہیں۔ اور فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ میں داخل۔ کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انہیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی فَاَنْزَلْنَا عَلَیْھِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ تو ہم نے اتارا آسمان سے اُن پر عذاب بدلہ ان کی بے حکمی کا۔ یونہی تحریر میں بھی کہ اَلْقَلَمُ اِحْدَی اللِّسَانَیْنِ۔ بلکہ فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا۔ اور اسے معاذ اللہ تخفیفِ شانِ نبوت بتایا۔ طحطاوی علی الدر المختار میں ہے یُحَافِظُ عَلٰی کِتَابَۃِ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَسْاَمُ مِنْ تَکْرَارِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الْاَصْلِ وَیُصَلِّیْ بِلِسَانِہٖ اَیْضًا وَیُکْرَہُ الرَّمْزُ بِالصَّلٰوۃِ وَالتَّرَضِّیْ بِالْکِتَابَۃِ بَلْ یَکْتُبُ ذٰلِكَ کُلَّہٗ بِکَمَالِہٖ وَفِیْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ عَنِ التَّاتَارْخَانِیَۃِ مَنْ کَتَبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالْھَمْزَۃِ وَالْمِیْمِ یَکْفُرُ لِاَنَّہٗ تَخْفِیْفٌ وَتَخْفِیْفُ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْھِمْ

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کُفْرٌ بِلَاشَكٍّ وَلَعَلَّهٗ اِنْ صَحَّ النَّقْلُ مُقَیَّدٌ بِقَصْدٍ وَاِلَّا فَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَیْسَ بِكُفْرٍ نَعَمْ الْاِحْتِیَاطُ فِی الْاِحْتِرَازِ عَنِ الْاِیْهَامِ وَالشُّبْهَةِ اھ مُخْتَصَرًا

اس کے بعد اصل مسئلہ کا جواب بعون الملک الوہاب لیجئے۔ نور عرف عام میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پہلے اسے ادراک کرتی ہے۔ اور اس کے واسطے دوسری اشیائے دیدنی کو۔ قَالَ السَّیِّدُ فِی تَعْرِیْفَاتِهٖ اَلنُّوْرُ کَیْفِیَّةٌ تُدْرِکُهَا الْبَاصِرَةُ اَوَّلًا وَبِوَاسِطَتِهَا الْمُبْصَرَاتِ اور حق یہ کہ نور اس سے اجلی ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔ یہ جو بیان ہوا تعریف الجلی بالخفی ہے۔ کَمَا نَبَّهَ عَلَیْهِ فِی الْمَوَاقِفِ وَشَرْحِهَا۔ نور بایں معنی ایک عرض وحادث ہے۔ اور ربّ عزّ وجلّ اس سے منزّہ۔ محققین کے نزدیک نور وہ کہ خود ظاہر ہو۔ اور دوسروں کا مظہر کَمَا ذَکَرَهُ الْاِمَامُ حُجَّةُ الْاِسْلَامِ الْغَزَالِیُّ ثُمَّ الْعَلَّامَةُ الزُّرْقَانِیُّ فِی شَرْحِ الْمَوَاهِبِ الشَّرِیْفَةِ بایں معنی اللہ عزّ وجلّ نور حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے اور کریمہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بلا تکلف وبلا تاویل اپنے معنی حقیقی پر ہے فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ الظَّاهِرُ بِنَفْسِهٖ الْمُظْهِرُ لِغَیْرِهٖ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَسَائِرُ الْمَخْلُوْقَاتِ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شبہ اللہ عزّ وجلّ کے نور ذاتی سے پیدا ہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ۔ اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَنَحْوَهٗ عِنْدَ الْبَیْهَقِیِّ۔

حدیث میں نُوْرِہٖ فرمایا جس کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ کہ اسم ذات ہے۔ مِنْ نُوْرِ جَمَالِہٖ یا نُوْرِ عِلْمِہٖ یا نُوْرِ رَحْمَتِہٖ وغیرہ نہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔

علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں (مِنْ نُوْرِہٖ) اَیْ مِنْ نُوْرٍ هُوَ ذَاتُہٗ۔ یعنی اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اُس نور سے پیدا کیا۔ جو عین ذاتِ الٰہی ہے۔ یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا کیا۔ کَمَا سَیَاْتِی تَقْرِیْرُہٗ۔

امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں۔ لَمَّا تَعَلَّقَتْ اِرَادَۃُ الْحَقِّ تَعَالٰی بِاِیْجَادِ خَلْقِہٖ اَبْرَزَ الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ مِنَ الْاَنْوَارِ الصَّمَدِیَّۃِ فِی الْحَضْرَۃِ الْاَحَدِیَّۃِ ثُمَّ سَلَخَ مِنْهَا الْعَوَالِمَ كُلَّهَا عُلُوَّهَا وَ سِفْلَهَا۔ یعنی جب اللہ عزوجل نے مخلوقات کا پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے مرتبہ ذات صرف میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ظاہر فرمایا۔ پھر اُس سے تمام عالم علوی و سفلی نکالے۔

اور شرح علامہ میں ہے۔ وَالْحَضْرَۃُ الْاَحَدِیَّۃُ هِیَ اَوَّلُ تَعَیُّنَاتِ الذَّاتِ وَاَوَّلُ رُتَبِهَا الَّذِیْ لَا اِعْتِبَارَ فِیْہِ لِغَیْرِ الذَّاتِ كَمَا هُوَ الْمُشَارُ اِلَیْہِ بِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ كَانَ اللّٰہُ وَلَا شَیْءَ مَعَہٗ۔ ذَكَرَہُ الْكَاشِیُّ یعنی مرتبۂ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیر ذات کا اصلا لحاظ نہیں

جس کی طرف نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا۔ اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا۔ اسے سیدی کاشی قدس سرہٗ نے ذکر فرمایا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں "انبیاء مخلوق اند از اسمائے ذاتیہ حق۔ و اولیاء از اسمائے صفاتیہ۔ و بقیہ کائنات از صفاتِ فعلیہ۔ و سیدِ رسل مخلوق است از حق و ظہور حق در وئے بالذات است"

ہاں عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت کے لئے مادہ ہے۔ جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا۔ یا عیاذاً باللہ ذاتِ الٰہی کا کوئی حصّہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزّ وجلّ حصّے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شئے کو جزء ذاتِ الٰہی۔ خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذاتِ الٰہی ماننا کفر ہے اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ و رسول جانیں جلّ وعلا و صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم۔ عالم میں ذاتِ رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔ حدیث میں ہے یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ۔ اے ابوبکر! مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔ ذاتِ الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو۔ مگر اس میں فہم ظاہر بیں کا جتنا حصّہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت حق عزّ جلالہ نے تمام جہان کو حضور پرنور محبوب اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا۔ حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔ آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

سے ارشاد ہوا۔ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا اَرْضًا وَلَا سَمَاءً اگر محمد نہ ہوتے۔ تو میں نہ تمہیں بناتا۔ نہ زمین کو نہ آسمان کو۔ تو سارا جہان ذات الٰہی سے بواسطۂ حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا۔ یعنی حضور کے واسطے۔ حضور کے صدقے۔ حضور کے طفیل ہیں۔ لِاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَفَاضَ الْوُجُوْدَ مِنْ حَضْرَةِ الْعِزَّةِ ثُمَّ هُوَ اَفَاضَ الْوُجُوْدَ عَلٰی سَائِرِ الْبَرِيَّةِ كَمَا تَزْعَمُ كَفَرَةُ الْفَلَاسِفَةِ مِنْ تَوَسُّطِ الْعُقُوْلِ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ۔ بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں۔ تو وہ ذاتِ الٰہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔

زرقانی شریف میں ہے:۔ اَیْ مِنْ نُوْرٍ هُوَ ذَاتُهٗ لَا بِمَعْنٰی اَنَّهَا مَادَّةٌ خَلَقَ نُوْرَهٗ مِنْهَا بَلْ بِمَعْنٰی تَعَلَّقَ الْاِرَادَةُ بِهٖ بِلَا وَاسِطَةِ شَیْءٍ فِیْ وُجُوْدِهٖ۔ یا زیادہ سے زیادہ بغرض توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجئے۔ کہ آفتاب نے ایک عظیم وجمیل وجلیل آئینہ پر تجلّی کی۔ آئینہ چمک اٹھا۔ اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانی کے چشمے اور ہوائیں اور سائے روشن ہوئے۔ آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے۔ کچھ دیوار و پر دھوپ پڑی۔ یہ کیفیت نور سے متکیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی۔ وہ ہوائے متوسط ظاہر کیں۔ جیسے دن میں

مسقّف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصّہ صرف اسی قدر ہوا کہ کیفیت نور سے بہرہ نہ پا یا۔ پہلا آئینہ خود ذاتِ آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے۔ اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہا واسطہ در واسطہ۔ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینۂ اول پر پڑا۔ بعینہٖ آفتاب کا نور ہے۔ بغیر اس کے کہ آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو یونہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس آئینے سے روشن ہوئے۔ اور دیوار وغیرہ اشیاء جن پر ان کی دھوپ پڑی۔ یا صرف ظاہر ہوئیں۔ ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اسی سے ظہور ہے۔ آئینے اور چشمے فقط واسطۂ وصول ہیں۔ ان کی حدِ ذات میں دیکھو۔ تو یہ خود نور تو نور ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے ؎

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتوِ آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

یہ نظیر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نور حقیقی۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو۔ آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں۔ بے اس کے کہ آفتاب خود آئینہ ہو گیا۔ یا اس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا۔ دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفسِ ذاتِ آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے باقی بوسائط ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہِ جلال۔ باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور ہائیں آفتاب حجاب میں ہے۔ اور اللہ عزّ و جلّ ظاہر فوق کلِ ظاہر ہے۔ آفتاب تک ان اشیاء تک اپنے وصول نور میں وسائط کا

محتاج ہے۔ اور اللہ عزّ وجلّ احتیاج سے پاک۔ غرض کسی بات میں تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن۔ حتیٰ کہ نفس وساطت بھی یکساں نہیں۔ کما لا یخفٰے! وَقَدْ اَشَرْنَا اِلَیْہِ۔

سیدی ابو سالم عبد اللہ عیاشی ہم استاذ علامہ محمد زرقانی تلمیذ علامہ ابو الحسن شبر املسی اپنی کتاب الرحلۃ پھر سیدی علامہ عشماوی رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعًا شرح صلاۃ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا یُدْرِکُہٗ عَلٰی حَقِیْقَتِہٖ مَنْ عَرَفَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَحْقِیْقُ ذٰلِکَ عَلٰی مَا یَنْبَغِیْ لَیْسَ مِمَّا یُدْرِکُ بِبِضَاعَۃِ الْعُقُوْلِ وَلَا مِمَّا تَتَسَلَّطُ عَلَیْہِ الْاَوْہَامُ وَاِنَّمَا یُدْرِکُ بِکَشْفٍ اِلٰہِیٍّ وَ اِشْرَاقِ حَقِّہٖ مِنْ اَشِعَّۃِ ذٰلِکَ النُّوْرِ فِیْ قَلْبِ الْعَبْدِ فَیُدْرِکُ نُوْرَ اللّٰہِ بِنُوْرِہٖ وَاَقْرَبُ تَقْرِیْرٍ یُعْطِیْ لِقُرْبٍ مِنْ فَہْمِ مَعْنَی الْحَدِیْثِ اِنَّہٗ لَمَّا کَانَ النُّوْرُ الْمُحَمَّدِیُّ اَوَّلَ الْاَنْوَارِ الْحَادِثَۃِ الَّتِیْ تَجَلّٰی بِہَا النُّوْرُ الْقَدِیْمُ الْاَزَلِیُّ وَہُوَ اَوَّلُ التَّعَیُّنَاتِ لِلْوُجُوْدِ الْمُطْلَقِ الْحَقَّانِیِّ وَہُوَ مَدَدُ کُلِّ نُوْرٍ کَائِنٍ اَوْ یَکُوْنُ وَکَمَا اَشْرَقَ النُّوْرُ الْاَوَّلُ فِیْ حَقِیْقَتِہٖ فَتَنَوَّرَتْ بِحَیْثُ صَارَتْ ہُوَ نُوْرًا اَشْرَقَ نُوْرُہٗ

المحمدی علی حقائق الموجودات شیئاً فشیئاً فهی تستمد
منه علی قدر تنورها بحسب کثرة الوسائط وقلتها
وعدمها وکلما اشرق نوره علی نوع من انواع الحقائق
ظهر النور فی مظهر الانقسام فقد کان النور الحادث
اولاً شیئاً واحداً ثم اشرق فی حقیقة اخری فاستنار
بنوره تنوراً کاملاً بحسب ما تقتضیه حقیقتها فحصل
فی الوجود الحادث نوران مفیض ومفاض وفی نفس الامر
لیس هناك الا نوراً واحداً اشرق فی قابل الاستنارة
یتنور بتعدد ذات المظاهر والظاهر واحد ثم کذلك
کلما اشرق فی محل ظهر بصورة الانقسام وقد یشرق
نور المفاض علیه ایضاً بحسب قوته علی قوابل اخر
فتتنور بنوره فیحصل انقسام آخر بحسب المظاهر و
کلها راجعة الی النور الاول الحادث اما بواسطة او بدون
قال وهذا غایة ما تصل الیه العبارة فی هذا التقریر
ومثلی فی قصر باعه وعدم تضلعه من العلوم الالهیة
ان زاد فی التقریر حسی علی واقرب مثال یضرب لذلك
نور المصباح تصبح منه مصابیح کثیرة وهو فی نفسه

بَاقٍ عَلٰی مَا هُوَ عَلَیْهِ لَمْ یَنْقُصْ مِنْهُ شَیْءٌ وَ اَقْرَبُ مِنْ هٰذَا الْمِثَالِ اِلَی التَّحْقِیْقِ وَ اَبْعَدُ عَنِ الْاَفْهَامِ نُوْرُ الشَّمْسِ الْمُشْرِقِ فِی الْاَهِلَّةِ وَالْکَوَاکِبِ عَلَی الْقَوْلِ بِاَنَّ الْکُلَّ مُسْتَنِیْرٌ بِنُوْرِهٖ وَلَیْسَ لَهَا نُوْرٌ مِنْ ذَاتِهَا فَقَدْ یُقَالُ بِحَسْبِ النَّظَرِ الْاَوَّلِ اِنَّ نُوْرَ الشَّمْسِ مُنْقَسِمٌ فِیْ هٰذِهِ الْاَجْرَامِ الْعُلْوِیَّةِ وَفِی الْحَقِیْقَةِ لَیْسَ هٰذَا اِلَّا نُوْرُهَا وَهُوَ قَائِمٌ بِهَا لَمْ یَنْقُصْ مِنْهُ شَیْءٌ وَ یَزَالُهَا مِنْهُ شَیْءٌ وَلٰکِنَّهٗ اَشْرَقَ فِیْ اَجْرَامٍ قَابِلَةٍ لِلْاِسْتِنَارَةِ فَاسْتَنَارَتْ وَ اَقْرَبُ مِنْ هٰذَا لِلْفَهْمِ مَا یَحْصُلُ فِی الْاَجْرَامِ السِّفْلِیَّةِ مِنْ اِشْرَاقِ اَشِعَّةِ الشَّمْسِ عَلَی الْمَاءِ اَوْ قَوَارِیْرِ الزُّجَاجِ فَیَسْتَنِیْرُ مَا یُقَابِلُهَا مِنَ الْجُدْرَانِ بِحَیْثُ یَلْمَعُ فِیْهَا نُوْرٌ کَنُوْرِ الشَّمْسِ مُشْرِقٌ بِاِشْرَاقِهٖ وَلَمْ یَنْفَصِلْ شَیْءٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ عَنْ مَحَلِّهٖ اِلٰی ذٰلِکَ الْمَحَلِّ وَمَنْ کَشَفَ اللّٰهُ حِجَابَ الْغَفْلَةِ عَنْ قَلْبِهٖ وَاَشْرَقَتْ الْاَنْوَارُ الْمُحَمَّدِیَّةُ عَلٰی قَلْبِهٖ بِصِدْقِ اِتِّبَاعِهٖ لَهٗ اَدْرَکَ الْاَمْرَ دَرْکًا اٰخَرَ لَا یَحْتَمِلُ شَکًّا وَلَا وَهْمًا نَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یُنَوِّرَ بِنُوْرِ الْعِلْمِ الْاِلٰهِیِّ بَصَائِرَنَا وَ یَحْجُبَ عَنْ ظُلُمَاتِ الْجَهْلِ سَرَائِرَنَا وَیَغْفِرُ لَنَا مَا اجْتَرَأْنَا عَلَیْهِ مِنَ الْخَوْضِ فِیْمَا لَسْنَا لَهٗ بِاَهْلٍ وَنَسْئَلُهٗ اَنْ لَا یُؤَاخِذَنَا بِمَا تَقْتَضِیْهِ الْعِبَارَةُ مِنْ تَقْصِیْرٍ فِیْ حَقِّ ذٰلِکَ الْجَنَابِ اھ مختصرًا

اس تقریرِ منیر سے مقاصدِ مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے اوّلاً یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمام عالم نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر

بنا۔ بلے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوا۔ یا اس کا کوئی حصّہ این و آں بنا ہو۔ اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا۔ کہ پھر اُس نور کے چار حصّے کئے۔ تین سے قلم و لوح و عرش بنائے۔ چوتھے کے پھر چار حصّے کئے۔ الیٰ آخرہ۔ یہ اس کی شعاعوں کا انقسام ہے۔ جیسے ہزارہا آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے۔ تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئیگا۔ حالانکہ نہ آفتاب منقسم ہوا۔ نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا۔ وَ اِنْدَفَعَ مَا اسْتَشْکَلَہُ الْعَلَّامَۃُ الشبرملسی اَنَّ الْحَقِیْقَۃَ الْوَاحِدَۃَ لَا تَنْقَسِمُ وَ لَیْسَتِ الْحَقِیْقَۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ الْاَوَاحِدَۃً مِنْ تِلْکَ الْاَقْسَامِ وَ الْبَاقِیْ اِنْ کَانَ مِنْھَا اَیْضًا فَقَدِ انْقَسَمَتْ وَ اِنْ کَانَ غَیْرَھَا فَمَا مَعْنَی الْاِنْقِسَامِ وَ حَاوَلَ الْجَوَابَ وَ تَبِعَہٗ فِیْہِ تِلْمِیْذُہُ الْعَلَّامَۃُ الزُّرْقَانِیُّ بِاَنَّ الْمَعْنٰی اِنَّہٗ زَادَ فِیْہِ لَا اَنَّہٗ قَسَمَ ذٰلِکَ النُّوْرُ الَّذِیْ ھُوَ نُوْرُ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذِ الظَّاھِرُ اَنَّہٗ حَیْثُ طَوَّرَہٗ بِصُوْرَۃٍ مُمَاثِلَۃٍ لِصُوْرَۃِ الَّتِیْ سَیَصِیْرُ عَلَیْہِ لَا یَنْقَسِمُ اِلَیْہِ وَ اِلٰی غَیْرِہٖ اھ وَ حَاصِلُ جَوَابِہٖ کَمَا قَرَّرَہٗ تِلْمِیْذَۃُ الْعَیَاشِیُّ اِنَّ مَعْنَی الْاِنْقِسَامِ زِیَادَۃُ نُوْرٍ عَلٰی ذٰلِکَ النُّوْرِ الْمُحَمَّدِیِّ فَیُوْخَذُ ذٰلِکَ الزَّائِدُ ثُمَّ یَزْدَادُ عَلَیْہِ نُوْرٌ اٰخَرُ ثُمَّ کَذٰلِکَ اِلٰی اٰخِرِ الْاَقْسَامِ قَالَ الْعَیَاشِیُّ وَ ھٰذَا جَوَابٌ مقنع بِحَسْبِ الظَّاھِرِ وَ التَّحْقِیْقُ وَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَاءَ ذٰلِکَ اھ ثُمَّ ذَکَرَ مَا نَقَلْنَا عَنْہُ اٰنِفًا وَ رَاَیْتَنِیْ کَتَبْتُ عَلٰی ھَامِشِ الزُّرْقَانِیِّ مَا نَصَّہٗ **اقول** تَبِعَ فِیْہِ شَیْخَہٗ الشبراملسی اَلْحَقُّ لَا مَعْنٰی لَہٗ فَاِنَّہٗ اِذَنْ لَا یَکُوْنُ التَّخْلِیْقُ مِنْ نُوْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ خِلَافُ الْمَنْصُوْصِ وَالمراد اھ
اقول وَیُمْکِنُ الْجَوَابُ بِاَنَّ الْمُرَادَ اَنَّہٗ تَعَالٰی کَسَاہُ شُعَاعًا اَکْثَرَ مِمَّا کَانَ ثُمَّ فَصَّلَ مِنْ شُعَاعِہٖ شَیْئًا وَقَسَمَہٗ کَمَا تَأْخُذُ الْمَلٰئِکَۃُ شَیْئًا مِنَ الْاَشِعَّۃِ الْمُحِیْطَۃِ بِالْکَوَاکِبِ فَتَرْمِیْ بِہٖ مُسْتَرِقِی السَّمْعِ وَیُقَالُ بِذٰلِکَ اَنَّ النُّجُوْمَ لَھَا رُجُوْمٌ وَلٰکِنَّ مَنَحَ الْمَوْلٰی تَعَالٰی مِنْ ذٰلِکَ التقریر المنیر مَا اَغْنٰی عَنْ کُلِّ تَکَلُّفٍ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَقَدْ کَانَ مَنَحَ لِلْعَبْدِ الضَّعِیْفِ ثُمَّ رَاَیْتُہٗ فِیْ شَرْحِ الْعَشْمَاوِی جَزَاہُ اللّٰہُ تعالٰی عَنِّیْ وَعَنِ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا کَثِیْرًا اٰمین

ثانیاً اقول یہ شبہ بھی دفع ہو گیا۔ کہ خلق میں کفار و مشرکین بھی ہیں وہ محض ظلمت ہیں۔ تو اس نور پاک سے کیونکر بنے۔ اور نرے نجس ہیں تو اس نور پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔ وجہ اندفاع۔ ہماری تقریر سے روشن۔ ظلمت ہو یا نور جس نے خلعت وجود پایا ہے۔ اس کے لئے تجلی آفتاب وجود سے ضرور حصہ ہے۔ اگرچہ نور نہ ہو۔ صرف ظہور ہو کما تقدم اور شعاع شمس ہر پاک و ناپاک جگہ پڑتی ہے۔ جو جگہ فی نفسہ ناپاک ہے۔ اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً اقول۔ یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے۔ باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود۔ یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذاتِ مصطفٰے ہے۔ باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض جود مرتبہ کون میں نورِ احدی آفتاب ہے۔ اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اور مرتبہ تکوین میں نورِ احمدی آفتاب ہے۔ اور سارا جہان اس کے آبگینے و

فی ہذا۔

۲ قول ؎

خَالِقُ کُلِّ الوَرٰی رَبُّکَ لَا غَیْرُہٗ نُوْرُکَ کُلُّ الوَرٰی غَیْرُکَ لَمْ یَسْتَبِنْ

اِی لَمْ یُوْجَدْ وَلَیْسَ مَوْجُوْدًا وَلَنْ یُّوْجَدَ اَبَدًا

رابعًا اقول نورِ احدی تو نورِ احدی نورِ احمدی پر بھی آفتاب کی یہ مثال منیر مثالِ چراغ سے احسن واکمل ہے۔ ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ لے اس کے کہ ان چراغوں میں اسکا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے چراغ صرف حصولِ نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے۔ بقا میں جس سے مستغنی ہیں۔ اگر انہیں روشن کرکے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کر دیجئے ان کی روشنی میں فرق نہ آئیگا۔ نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے۔ معہذا کسبِ نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ سب یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ بخلافِ نورِ محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہ عالم جس طرح اپنی ابتدائے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا۔ تو کچھ نہ بنتا۔ یونہی ہر شے اپنی بقا میں اس کی دستِ نگر ہے۔ آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں۔ تو عالم دفعتہً فنائے محض ہو جائے ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔ وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو ۱۳۵۸۷

جان ہیں وہ جہان کی۔ جان ہے تو جہان ہے

نیز جس طرح ابتدائے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا۔ بعد وجود بھی ہر آن اُسی کی مدد سے بہرہ یاب ہے۔ پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ یہ تینوں باتیں مثالِ آفتاب سے روشن ہیں۔ آئینے اُسی سے روشن ہوئے۔ اور جب تک روشن ہیں۔ اسی کی مدد پہنچ رہی ہے۔ اور آفتاب سے

علاقہ چھوٹتے ہی فوراً اندھیرے ہیں۔ پھر کتنے ہی چمکیں۔ سورج کی برابری نہیں پا سکتے یہی حال ایک ذرہ عالم عرش و فرش اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور دنیا و آخرت اور ان کے اہل۔ اور انس و جن و ملک و شمس و قمر و نجوم و جملہ انوار ظاہرہ و باطنہ حتّٰے کہ شموسِ رسالت علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا ہمارے آفتاب جہانتاب عالم مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام من الملک الوہاب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد و امداد وابتداء و بقا میں ہر حال ہر آن ان کا دستِ نگر۔ ان کا محتاج ہے۔ وللّٰہ الحمد

امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ ام القریٰ میں عرض کرتے ہیں ؎

کَیْفَ تَرْقٰی رُقِیَّکَ الْاَنْبِیَاءُ ۔۔۔ یَا سَمَاءً مَا طَاوَلَتْہَا سَمَاءٌ

لَمْ یُسَاوُوْکَ فِیْ عُلَاکَ وَقَدْ حَا ۔۔۔ لَ سَنًا مِّنْکَ دُوْنَہُمْ وَسَنَاءٌ

اِنَّمَا مَثَّلُوْا صِفَاتِکَ لِلنَّا ۔۔۔ سِ کَمَا مَثَّلَ النُّجُوْمَ الْمَاءُ

یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیونکر کریں۔ اے وہ آسمانِ رفعت جس سے کسی آسمان نے بلندی میں مقابلہ نہ کیا۔ انبیاء حضور کے کمالات عالیہ میں حضور کے ہمسر نہ ہوئے حضور کی جھلک اور بلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا۔ وہ تو حضور کی صفتوں کی ایک شبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے یہ وہی تشبیہ و تقریر ہے جو ہم نے ذکر کی۔ وہاں ذاتِ کریم و افاضۂ انوار کا ذکر تھا۔ لہٰذا آفتاب سے تمثیل دی۔ یہاں صفاتِ کریمہ کا بیان ہے لہٰذا ستاروں سے تشبیہ مناسب ہوئی۔ مطالع المسرات شریف میں ہے۔

اِسْمُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحْیِیْ لِحَیَاۃِ جَمِیْعِ الْکَوْنِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ رُوْحُہٗ وَحَیَاتُہٗ وَسَبَبُ وُجُوْدِہٖ وَبَقَائِہٖ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محیی ہے زندہ فرمانے والے اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے۔ تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور

اس کے وجود و بقا کے سبب ہیں۔

اُسی میں ہے:۔ هُوَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُوْحُ الْاَکْوَانِ وَحَیَاتُهَا وَسِرُّ وُجُوْدِهَا وَلَوْلَاهُ لَذَهَبَتْ وَتَلَاشَتْ کَمَا قَالَ سَیِّدِیْ عَبْدُ السَّلَامِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَنَفَعَنَا بِهٖ لَا شَیْئَ اِلَّا وَهُوَ بِهٖ مَنُوْطٌ اِذْ لَوْلَا الْوَاسِطَةُ لَذَهَبَ کَمَا قِیْلَ الْمَوْسُوْطُ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان وحیات وسبب وجود ہیں حضور نہ ہوں۔ تو عالم نیست و نابود ہو جائے۔ کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو۔ اس لئے کہ واسطہ نہ رہے۔ تو جو اُس کے واسطہ سے تھا۔ آپ ہی فنا ہو جائے ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا۔ ؎

کُلُّ فَضْلٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ فَمِنْ فَضْلِ … النَّبِیِّ اسْتَعَارَهُ الْفُضَلَاءُ

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے۔ وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کو لی ہے۔

امام حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں۔ لِاَنَّهُ الْمُمِدُّ لَهُمْ اِذْ هُوَ الْوَارِثُ لِلْحَضْرَةِ الْاِلٰهِیَّةِ وَالْمُسْتَمِدُّ مِنْهَا بِلَا وَاسِطَةٍ دُوْنَ غَیْرِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یُسْتَمَدُّ مِنْهَا اِلَّا بِوَاسِطَتِهٖ فَلَا یَصِلُ لِکَامِلٍ مِنْهَا شَیْئٌ اِلَّا وَهُوَ مِنْ بَعْضِ مَدَدِهٖ وَعَلٰی یَدَیْهِ۔ تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا تعالےٰ سے حضور ہی مدد لیتے ہیں۔ اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے۔ تو جس کامل کو جو خوبی ملی۔ وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھوں سے ملی۔

شرح ہمزیہ عشماوی میں ہے:۔ نِعْمَتَانِ مَا خَلَا مَوْجُوْدٌ عَنْهُمَا نِعْمَةُ الْاِیْجَادِ وَنِعْمَةُ الْاِمْدَادِ وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوَاسِطَةُ فِیْهِمَا اِذْ لَوْلَا سَبَقَتْ وُجُوْدُهٗ مَا وُجِدَ مَوْجُوْدٌ وَ لَوْلَا وُجُوْدُ نُوْرِهٖ فِیْ ضَمَائِرِ الْکَوْنِ لَتَهَدَّمَتْ دَعَائِمُ الْوُجُوْدِ فَهُوَ الَّذِیْ وُجِدَ اَوَّلًا وَلَهٗ تَبِعَ الْوُجُوْدُ وَصَارَ مُرْتَبِطًا بِهٖ لَا اِسْتِغْنَاءَ لَهٗ عَنْهُ کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں نعمت ایجاد و نعمت امداد۔ اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں۔ کہ حضور پہلے موجود نہ ہولیتے۔ تو کوئی چیز وجود نہ پاتی۔ اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو۔ تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے وابستہ ہوا۔ جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں ان مضامین جمیلہ پر کثرت ائمہ و علماء کے نصوص جلیلہ فقیر کے رسالہ سلطنۃ المصطفٰے فِی ملکوت کُلّ الورٰی میں ہیں۔ وللہ الحمد۔

خَامِسًا ہماری تقریر[۱] سے یہ بھی واضح ہو گیا۔ کہ حضور خود نور ہیں۔ تو حدیث مذکور میں نُوْرَ نَبِیِّکَ کی اضافت بھی مِنْ نُوْرِهٖ کی طرح بیانیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار نعمت الٰہیہ کے لئے عرض کی وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔ اور خود رب العزت عزّ جلالہ نے قرآن عظیم میں ان کو نور فرمایا۔ قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اَقُوْلُ اگر نُوْرَ نَبِیِّکَ میں اضافت بیانیہ نہ لو۔ بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے مراد لو۔ تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوّل مخلوق نہ ہوئے۔ بلکہ ایک عرض و صفت۔ پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن۔ لاجرم حضور خود ہی وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا۔

فَلَا حَاجَةَ اِلٰی مَا قَالَ الْعَلَّامَةُ الزُّرْقَانِی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ اَنَّهُ لَا يُشْكَلُ بِاَنَّ النُّوْرَ عَرَضٌ لَا يَقُوْمُ بِذَاتِهٖ لِاَنَّ هٰذَا مِنْ خَرْقِ الْعَوَائِدِ اھ ورایتنی کتبت علیہ لہ لا یقال فیہ کما ستقولون فی قرینہ من نورہ ان الاضافۃ بیانیۃ اھ

وَاَقُوْلُ خَرْقُ الْعَوَائِدِ لَا كَلَامَ فِيْهِ وَالْقُدْرَةُ مُتَّسِعَةٌ وَلٰكِنَّ وُجُوْدَ الصِّفَةِ بِدُوْنِ الْمَوْصُوْفِ مِمَّا لَا يُعْقَلُ لِاَنَّهَا اِنْ قَامَتْ بِغَيْرِهٖ لَمْ تَكُنْ صِفَةً لَّهٗ بَلْ لِغَيْرِهٖ اَوْ بِنَفْسِهَا لَمْ تَكُنْ صِفَةً مِثْلًا اِذْ لَا صِفَةَ اِلَّا الْمَعْنَى الْقَائِمُ بِغَيْرِهٖ فَاِذَا قَامَ بِنَفْسِهٖ لَمْ يَكُنْ صِفَةً وَعَرَضًا بَلْ جَوْهَرًا وَكَوْنُهٗ عَرَضًا مَعَ قِيَامِهٖ بِنَفْسِهٖ لَمْ يَكُنِ الضِّدَّيْنِ وَالْقُدْرَةُ تَعَالِيَةٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْمُحَالَاتِ الْعَقْلِيَّةِ وَوَزْنُ الْاَعْمَالِ بِمَعْنٰى وَزْنِ الصُّحُفِ وَالْبِطَاقَاتِ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ اَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَابْنِ حِبَّانَ وَالْحَاكِمِ وَصَحَّحَهٗ وَابْنِ مَرْدَوَيْهِ وَاللَّالَكَائِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ فِي الْبَعْثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ قَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰی اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ

رَسُوْلُہٗ فَیَقُوْلُ اُحْضُرْ وَازْنَکَ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ مَاھٰذِہِ الْبِطَاقَۃُ مَعَ ھٰذِہِ السِّجِلَّاتِ فَیَقُوْلُ اِنَّکَ لَاتُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِیْ کِفَّۃٍ وَالْبِطَاقَۃُ فِیْ کِفَّۃٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَۃُ فَلَا تَثْقُلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰہِ شَیْئٌ۔ بالجملہ حاصل حدیث شریف یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو اپنی ذاتِ کریم سے پیدا کیا۔ یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں۔ باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ و بارک وکرم۔ واللہ سبحانہ، وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ چھوا بازار اسٹریٹ نمبر ۲۱ متصل چولیا مسجد مرسلہ حکیم اظہر علی صاحب ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

بحضور اقدس جناب مولانا مدظلہ العالی۔ یہ اشتہار ترسیل خدمت ہے اگر صحیح ہو۔ تو اس پر صاد کر دیا جائے۔ والّا جواب مفصل ترقیم فرمائیں والادب
اظہر علی عفی عنہ۔

نقل اشتہار

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور یعنی جزء ذات یا عین ذات یا ذات کا ٹکڑا نہیں ہے۔ بلکہ پیدا کیا ہوا نور مخلوق ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ۔ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ کَمَا فِیْ تَارِیْخِ الْخَمِیْسِ وَفِیْ سِرِّ الْاَسْرَارِ اور نور ذاتی کہنے سے نور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جزء ذات یا عین ذات یا ٹکڑا ذاتِ خدا

تعالیٰ کا کہنا لازم آتا ہے۔ یہ کلام کفر ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ ذاتی کے معنی اگر اصطلاحی لئے جائیں۔ تو جزء خدا یا عین خدا۔ یا ٹکڑا ذاتِ خدا کا ہونا لازم آتا ہے۔ یہی کلام کفر ہے۔ اور عقائد بعض جہال کے یہی ہیں۔ اس سبب سے نور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نور ذاتی یا ذاتی نور یا اللہ تعالےٰ کی ذات کا ٹکڑا نہ کہنا چاہیئے اگر نور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور خدا یا نور مخلوقِ خدا یا نور ذاتِ خدا یا نورِ جمال خدا کہیں۔ تو کہنا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی کتاب سر الاسرار میں فرمایا ہے۔ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلًا مِنْ نُوْرِ جَمَالِہٖ اور حدیث قدسی میں آیا ہے خَلَقْتُ رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نُوْرِ وَجْھِیْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کیونکہ ایک کو دوسرے کی طرف اضافت کرنے سے جزء اس کا یا عین اس کا لازم نہیں آتا ہے۔ کیونکہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مغایرت شرط ہے۔ چنانچہ بیت اللہ و ناقۃ اللہ و نور اللہ و روح اللہ و غیر ذلک۔ پس ثابت ہوا۔ کہ نور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مخلوق خدا یا نور ذاتِ خدا یا نور جمالِ خدا ہے۔ نور ذاتی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا ٹکڑا و جزء عین نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المشتہر عبد المہیمن قاضی علاقہ تھانہ بھو بازار وغیرہ کلکتہ

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور بلاشبہ اللہ عزّ وجلّ کے نور ذاتی یعنی عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے فتوے میں تصریحات علمائے

کرام سے محقق کیا۔ اور اس کے معنی بھی واہیا شرح کر دیئے۔ حاش للہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ ذات الٰہی کا جز یا اس کا عین ونفس ہے۔ ایسا عقیدہ ضرور کفر و ارتداد ای ادعاء الجزئیۃ مطلقا والعینیۃ بمعنی الاتحاد ای ھو ھو فی مرتبۃ الفرق اما ان الوجود واحد والموجود واحد فی مرتبۃ الجمع والکل ظلالہ وعکوسہ فی مرتبۃ الفرق فلا موجود الا ھو فی مرتبۃ الحقیقۃ الذاتیۃ اذ لا حظ لغیرہ فی حد ذاتہ من الوجود اصلا جملۃ واحدۃ من دونہ شیئا فحق واضح لا شک فیہ مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا نور ذاتی کہنے سے نہ عین ذات یا جزو ذات ہونا لازم نہ مسلمان پر بدگمانی جائز نہ عرف عام علماء عوام میں اس سے یہ معنی مفہوم نہ نور ذات کہنے کو نور ذاتی کہنے پر ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔ اولا ذاتی کی یہ اصطلاح کہ عین ذات یا جزو ماہیت ہو۔ خاص ایسا غوجی کی اصطلاح ہے۔ علماء عامہ کے عرف عام میں نہ یہ معنی مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم عام محاورہ میں کہتے ہیں۔ یہ میں اپنے ذاتی علم سے کہتا ہوں یعنی کسی کی سنی سنائی نہیں۔ یہ مسجد میں نے اپنے ذاتی روپیہ سے بنائی ہے۔ یعنی چندہ وغیرہ مال غیر سے نہیں۔ ائمہ اہل سنت جن کا عقیدہ ہے کہ صفات الٰہیہ عین ذات نہیں۔ اللہ عزوجل کے علم وقدرت وسمع وبصر وارادہ وکلام وحیات کو اسکی صفت ذاتی کہتے ہیں۔ حدیقہ ندیہ میں ہے۔ اعلم ان الصفات التی ھی لا عین الذات ولا غیرھا انما ھی الصفات الذاتیۃ الخ علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف رسالہ تعریفات میں فرماتے ہیں۔ الصفات

الذَّاتِیَّۃُ ھِیَ مَا یُوْصَفُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِھَا وَلَا یُوْصَفُ بِضِدِّھَا نَحْوُ الْقُدْرَۃِ وَالْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَغَیْرِھَا وجوب ذاتی وامتناع ذاتی وامکان ذاتی کا نام حکمت وکلام وفلسفہ وغیرہا میں سنا ہوگا۔ اِنَّ الذَّاتَ تَقْتَضِی لِذَاتِہَا الْوُجُوْدَ اَوِ الْعَدَمَ اَوْلَا وَلَا کوئی بھی اس موصوف کا نہ عین ذات ہے نہ جز۔ بلکہ مفہومات اعتباریہ ہیں جن کے لئے خارج میں وجود نہیں کَمَا حُقِّقَ فِیْ مَحَلِّہٖ یونہی اصلیں عنی علم کلام علم اصول فقہ میں افعال کے حسن ذاتی وقبح ذاتی کا مسئلہ اور اس میں ہمارے ائمہ ماتریدیہ کا مذہب سنا ہوگا۔ حالانکہ بداہۃً حسن وقبح نہ عین فعل ہیں نہ جزء فعل محقق علی الاطلاق تحریر الاصول میں فرماتے ہیں۔ کَمَا اِنْقَضَتْ فِیْہِ الْاَغْرَاضُ وَالْعَادَاتُ وَاسْتَحَقَّ بِہِ الْمَدْحُ وَالذَّمُّ فِیْ نَظَرِ الْعُقُوْلِ لِتَعَلُّقِ مَصَالِحِ الْکُلِّ بِہٖ ھُوَ الْمُرَادُ بِالذَّاتِیْ لِلْقَطْعِ بِاَنَّ مُجَرَّدَ حَرَکَۃِ الْیَدِ قَتْلًا ظُلْمًا لَا تَزِیْدُ حَقِیْقَتُھَا عَلٰی حَقِیْقَتِھَا عَدْلًا فَلَوْ کَانَ الذَّاتِیْ مُقْتَضَی الذَّاتِ اِتَّحَدَ لَازِمُھُمَا حُسْنًا وَقُبْحًا فَاِنَّمَا یُرَادُ اَیْ بِالذَّاتِیْ مَا یَجْزِمُ بِہِ الْعَقْلُ لِفِعْلٍ مِنَ الصِّفَۃِ بِمُجَرَّدِ تَعَقُّلِہٖ کَائِنًا عَنْ صِفَۃٍ نَفْسِ مَنْ قَامَ بِہٖ فَاعْتِبَارُھَا یُوْصَفُ بِاَنَّہٗ عَدْلٌ حَسَنٌ اَوْ ضِدُّہٗ اھ

ثانیاً ذاتی میں یائے نسبت ہے۔ ذاتی منسوب بہ ذات اور متغایرین میں ہر اضافت مصحح نسبت جو چیز دوسرے کی طرف منسوب ہوگی ضرور وہ اس کی طرف منسوب ہوگی۔ کہ اضافت بھی ایک نسبت ہی ہے۔ تو جب نور ذات کہنا صحیح ہے۔ تو نور ذاتی کہنا بھی قطعاً صحیح ہوگا۔ ورنہ نسبت ممتنع ہوگی۔ تو اضافت ممتنع ہوگی۔ تو نور ذات کہنا بھی باطل ہوجائیگا

ھٰذَا خُلُقٌ۔ ثالثاً نور ذات کہنا جس کا جواز مانع کو بھی تسلیم ہے اس میں اضافت بیانیہ ہو۔ یعنی وہ نور عین ذاتِ الٰہی ہے تو معاذ اللہ نور رسالت کا عین ذات الوہیت ہونا لازم آتا ہے۔ پھر یہ کیوں نہ منع ہوا۔ اگر یہ کہیئے کہ یہ معنی مراد نہیں۔ بلکہ اضافت لامیہ ہے۔ اور اس کی وجہ تشریف جیسے بیت اللہ و ناقۃ اللہ و روح اللہ۔ تو اسی معنی پر نور ذاتی میں کیا حرج ہے۔ یعنی وہ نور کہ ذاتِ الٰہی سے نسبتِ خاصہ ممتازہ رکھتا ہے۔ شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں ہے۔ اِضَافَۃٌ تَشْرِیْفٌ وَ اِشْعَارٌ بِاَنَّہٗ خَلْقٌ عَجِیْبٌ وَاَنَّ لَہٗ شَانًا لَہٗ مُنَاسَبَۃٌ مَّا اِلَی الْحَضْرَۃِ الرَّبُوْبِیَّۃِ عَلٰی حَدِّ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَ نَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ

رابعاً نور ذاتی میں اگر ایک معنی معاذ اللہ کفر ہیں۔ کہ ذاتی کو اصطلاح فن ایساغوجی پر حمل کریں۔ جو ہرگز قائلوں کی مراد نہیں۔ بلکہ غالباً ان کو معلوم بھی نہ ہوگی۔ تو نور ذات یا نور اللہ کہنے میں جن کا جواز خود مانع کو مسلم ہے۔ عیاذاً باللہ متعدد وجہ پر معانی کفر ہیں۔ ہم نے فتوائے دیگر بیان کیا۔ کہ نور کے دو معنی ہیں۔ ایک ظاہر بنفسہ مظہر لغیرہ بایں معنی اگر اضافت بیانیہ لو۔ تو نور رسالت عین ذاتِ الٰہی ٹھہرے۔ اور یہ کفر ہے۔ اور اگر لامیہ ہو۔ تو یہ معنی ہوں گے کہ وہ نور کہ آپ بذاتِ خود ظاہر اور ذاتِ الٰہی کا ظاہر کرنے والا ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ دوسرے معنی یہ کیفیت و عرض جیسے چمک و جھلک اوجالا روشنی کہتے ہیں۔ اس معنی پر اضافت بیانیہ لو۔ تو کفر عینیت کے علاوہ ایک اور کفر عرضیت عارض ہوگا۔ کہ ذاتِ الٰہی معاذ اللہ ایک عرض و کیفیت قرار پائی۔ اور اگر لامیہ لو

توکسی کی روشنی کہنے سے غالباً یہ مفہوم کہ یہ کیفیت اس کو عارض ہے جیسے نور شمس و نور قمر و نور چراغ۔ یوں معاذاللہ۔ اللہ عزّ و جلّ محلّ حوادث ٹھہرےگا۔ یہ بھی صریح ضلالت وگمراہی و منجر بہ کفر لزومی ہے۔ ایسے خیالات سے اگر نور ذاتی کہنا ایک ایک درجہ ناجائز ہوگا۔ تو نور ذات و نوراللہ کہنا چار درجے۔ حالانکہ ان کا جواز مانع کو مسلّم ہونے کے علاوہ نوراللہ تو خود قرآن عظیم میں وارد ہے:۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ہ۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

خَامِسًا مضاف و مضاف الیہ میں اگر مغایرت شرط ہے۔ تو منسوب و منسوب الیہ میں کیا شرط نہیں۔

سَادِسًا۔ بلکہ اس طور پر جو مانع نے اختیار کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سب سے پہلے مخلوق الٰہی نہ رہیں گے۔ دو چیزیں حضور سے پہلے مخلوق قرار پائیں گی۔ اور یہ خلافِ حدیث و خلاف نصوص ائمہ قدیم و حدیث۔ حدیث میں ارشاد ہوا:۔ یَا جَابِرُ! اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ۔ اے جابر! اللہ تعالٰی نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ یہاں دو اضافتیں ہیں۔ نورِ نبی و نورِ خدا۔ اور مشتہر کے نزدیک اضافت میں مغایرت شرط ہے۔ تو نور نبی غیر نبی ہوا۔ اور نور خدا غیر خدا جو کچھ ہے مخلوق ہے۔ تو نورِ خدا مخلوق ہوا۔ اور اس نور سے نورِ

نبی بنا۔ تو ضرور نورِ خدا نورِ نبی سے پہلے مخلوق تھا۔ اور نورِ نبی باقی سب اشیا سے پہلے بنا۔ اور اشیا میں خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہیں تو نورِ نبی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے بنا۔ اور اس سے پہلے نورِ خدا بنا۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو مخلوق پہلے ہوئے یہ محض باطل ہے۔

سابعًا۔ حل یہ ہے۔ کہ ایسا غوجی میں ذاتی مقابل عرضی ہے بایں معنی اللہ عزّ وجلّ نورِ ذاتی و نورِ عرضی دونوں سے پاک و منزہ ہے مگر وہ یہاں نہ مراد نہ مفہوم۔ اور عام محاورہ میں ذاتی مقابل صفاتی و اسمائی ہے۔ اور یہاں یہی مقصود۔ بایں معنی اللہ عزّ وجلّ کے لئے نورِ ذاتی و نورِ صفاتی و نورِ اسمائی سب ہیں۔ کہ اس کی ذات و صفات و اسماء کی تجلیاں ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجلی ذات ہیں اور انبیاء و اولیاء و سائر مخلوقات تجلی اسماء و صفات ہیں۔ جیسا کہ ہم نے فتوی دیگر میں شیخ محقق سے نقل کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

آفتابِ رسالت کے طلوع و غروب کے وقت دن تاریخ کی کامل تحقیق بہ حساب

سنہ عیسوی و سنہ رومی اسکندرانی

نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال

۱۳۰۳

از تبرکات

مجددِ دین و ملت اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ مفتی محمد احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ

فصل اوّل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِن مسائل میں مسئلہ اولیٰ استقرار نطفۂ زکیہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کس ماہ و تاریخ میں ہوا؟ بینوا توجروا

الجواب: بعض غرۂ رجب کہتے ہیں رواہ الخطیب عن سیدنا سہل التستری قدس سرہٗ اور بعض دہم محرم اخرج ابونعیم وابنِ عساکر عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال حمل برسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی عاشوراء المحرم وولد یوم الاثنین ثنتی عشرۃ من رمضان اقول فیہ مسیب بن شریک ضعیف جدا اور صحیح یہ ہے کہ ماہ حج[عہ] کی بارھویں تاریخ ھکذا صححہ فی المدارج کما سیأتی اقول اس کی مؤید ہے حدیث ابن سعد وابن عساکر کہ زنِ خثعمیہ نے حضرت عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا رمی جمار کا عذر فرمایا، بعد رمی حضرت آمنہ سے مقاربت کی اور حملِ اقدس مستقر ہوا، پھر خثعمیہ نے دیکھکر کہا کیا ہم بستری کی؟ فرمایا: ہاں۔ کہا وہ نور کہ میں نے آپ کی پیشانی سے آسمان تک بلند دیکھا تھا نہ رہا، آمنہ کو مژدہ دیجئے کہ اُن کے حمل میں افضلِ اہلِ زمین ہے۔ قال ابن سعد انا وھب بن جریر بن حازم ثنا ابی سمعت ابا یزید المدینی قال نبئت ان عبد اللہ فقالت ھل لک فی قال نعم حتی ارمی الجمرۃ الحدیث ظاہر ہے کہ رمی جمار نہیں ہوتی مگر حج میں۔ واللہ تعالٰی اعلم

عہ اس کی تحقیق مسئلہ پنجم میں آتی ہے ۱۲ منہ

مسئلہ ثانیہ ۲:۔ دن کیا تھا؟

الجواب:۔ کہا گیا روز دوشنبہ (پیر) ذکرہ الزبیر بن بکار وبہ جزم فی تکملۃ مجمع البحار اور اصح یہ ہے کہ شب جمعہ تھی، اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب جمعہ کو شب قدر سے افضل کہتے ہیں کہ یہ خیر و برکت و کرامت و سعادت جو اس میں ہی اسکے ہمسر نہ کبھی اُتری، نہ قیامت تک اُترے، وہاں تنزل الملئکۃ والروح فیھا ہے، یہاں مولائے ملئکہ و آقائے روح کا نزولِ اجلال عظیم الفتوح ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ "مدارج النبوۃ" میں ہے استقرار نطفہ زکیہ۔ اور ایام حج بر قول اصح در اوسط ایام تشریق شب جمعہ بود وازیں جہت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیلۃ الجمعہ را افضل تر از لیلۃ القدر دانستہ الخ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ثالثہ ۳:۔ مدتِ حمل شریف کسقدر تھی؟

الجواب:۔ دہ و نہ وہفت و شش ماہ سب کچھ کہا گیا اور صحیح نو مہینے ہیں۔ فی شرح الزرقانی للمواھب اختلف فی مدۃ الحمل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل تسعۃ اشھر کاملۃ وبہ صدر مغلطائی قال فی الغرر وھو الصحیح الخ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ رابعہ ۴:۔ ولادت شریف کا دن کیا ہے؟

الجواب:۔ بالاتفاق دوشنبہ (پیر) صرح بہ العلامۃ ابن حجر فی افضل القری سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن کو فرماتے ہیں ذاک یوم ولدت فیہ میں اسی دن پیدا ہوا رواہ مسلم عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ خامسہ:۔ کیا مہینہ تھا؟

الجواب:۔ رجب، صفر، ربیع الآخر، محرم، رمضان سب کچھ کہا گیا، اور صحیح و مشہور و قولِ جمہور "ربیع الاول" ہے۔ مدارج میں ہے مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود شرح الہمزیہ میں ہے الاصح فی شھر ربیع الاول علی الصحیح۔ شرح زرقانی میں ہے قال ابن کثیر ھو المشہور عند الجمہور۔ اسی میں ہے وعلیہ العمل علماء نے بانکہ اقوال مذکورہ سے

آگاہ تھے، محرم ورمضان ورجب کی نفی فرمائی۔ مواہب میں ہے لم یکن فی المحرم ولا فی رجب ولا رمضان۔ شرح ام القریٰ میں ہے لم یکن فی الاشہر المحرم اور رمضان یہاں تک کہ علامہ ابن الجوزی وابن جزار نے اسی پر اجماع نقل کیا۔ نسیم الریاض میں تلقیح سے ہے اتفقوا علیٰ انہ ولد یوم الاثنین فی شہر ربیع الاول۔ اسی طرح ان کی صفوہ میں ہے کما للزرقانی ثم عزاہ ایضاً لابن الجزار۔ پس اس کا انکار اگر ترجیحات علماء واختیار جمہور کی ناواقفی سے ہو، تو جہل، ورنہ مرکب کہ اس سے بدتر۔ فقیر کہتا ہے مگر اس تقدیر پر استقرار حمل بماہ ذی الحجہ میں صریح اشکال کہ دربارہ حمل چھ مہینے سے کمی عادت محال، اور نحو او پر گزرا کہ مدتِ حمل شریف نو ماہ ہونا اصح الاقوال، تو یہ تینوں تصحیحیں کیونکر مطابق ہوں۔ لکنی اقول وباللہ التوفیق مہینے زمانہ جاہلیت میں معین نہ تھے، اہلِ عرب ہمیشہ شہرِ حرم کی تقدیم تاخیر کر لیتے جسکے سبب ذی الحجہ ہر ماہ میں دورہ کر جاتا قال اللہ تعالیٰ انما النسیٔ زیادۃ فی الکفر یحلونہ عاماً و یحرمونہ عاماً لیواطئوا عدۃ ما حرم اللہ یہانتک کہ صدیق اکبر و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہما نے جو ہجرت سے نویں سال حج کیا۔ کہا گیا کہ وہ مہینہ واقع میں ذیقعدہ تھا سالِ دہم میں ذی الحجہ اپنے ٹھکانے سے آیا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج فرمایا اور ارشاد کیا ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق السمٰوٰت والارض الحدیث رواہ الشیخان۔ یعنی زمانہ دورہ کر کے اسی حالت پر آگیا، جس پر روزِ تخلیق زمین و آسمان تھا اس دن سے نسی لنسیا منسیا ہوا، اور یہی دوازدہ ماہہ قیامت تک رہا تو کچھ بعید نہیں کہ اس ذی الحجہ سے ربیع الاول تک، نو مہینے ہوں۔ شاید شیخ محقق اسی نکتہ کی طرف مشیر ہیں کہ زمانہ استقرارِ مبارک کو ایام حج سے تعبیر کیا، نہ ذی الحجہ سے۔ اگرچہ اسوقت کے عرف میں اسے ذی الحجہ بھی کہنا ممکن تھا۔ اقول اب مسئلہ ثالثہ وخامسہ کی تصحیحوں پر مسئلہ اولیٰ کا جواب ۱۲ جمادی الآخرہ ہوگا۔ مگر جاہلیت کا دورہ نسی اگر منتظم مانا جائے، یعنی علی التوالی ایک ایک مہینہ ہٹاتے ہوں تو سال استقرارِ حمل اقدس ذی الحجہ، شعبان میں پڑتا ہے، نہ کہ جمادی الآخرہ میں کہ ذی الحجہ حجۃ الوداع شریف میں جب عمر اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ

عہ اس پر اعتراض ہے کہ بروز عرفہ صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اعلان احکام الٰہیہ فرمایا جسے رب عزوجل نے واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ فرمایا، اگر وہ ذی الحجہ نہ ہوتا ایسا نہ فرماتا۔

علیہ وسلم سے ترسٹھواں[۶۳] سال تھا۔ ذی الحجہ میں آیا تو ۱۲-۱۲ کے اسقاط سے جب عمرِ اقدس سے تیسرا سال تھا ذی الحجہ، ذی الحجہ میں ہوا، اور دوسرا سال ذلیقعدہ اور پہلا سال شوال اور سالِ ولادت شریف رمضان اور سال استقرار حملِ مبارک شعبان میں۔ لیکن اُن نامنتظموں کی کوئی بات منتظم نہ تھی، جب جیسی چاہتے کر لیتے، اکثر یہ لوگ جب لوٹ مار چاہتے اور مہینہ اُنکے حسابوں اشہرِ حرم سے ہوتا، تو اپنے سردار کے پاس آتے اور کہتے اس سال یہ مہینہ حلال کردے، وہ حلال کردیتا اور دوسرے سال گنتی پوری کرنے کو حرام ٹھہرا دیتا کما رواہ ابنا جریر والمنذر وابن مردویہ وابی حاتم عن ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو اس سال جمادی الآخرہ میں ذی الحجہ ہونا کچھ بعید نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ: سائل نے یہاں تاریخ سے سوال نہ کیا، اس میں اقوال بہت مختلف ہیں دو، آٹھ، دس، بارہ[۱۲]، سترہ، اٹھارہ، بائیس[۲۲]۔ سات قول ہیں، مگر اشہر واکثر وماخوذ ومعتبر بارھویں[۱۲] ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکانِ مولدِ اقدس کی زیارت کرتے ہیں، کما فی المواہب والمدارج اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلسِ میلاد منعقد ہوتی ہے کما فی المدارج۔ علامہ قسطلانی وفاضلِ زرقانی فرماتے ہیں المشہور انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وھو قول محمد بن اسحٰق امام المغازی وغیرہ۔ شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے ھو المشہور عند الجمہور اسی میں ہے ھو الذی علیہ العمل۔ شرح الہمزیہ میں ہے ھو المشہور وعلیہ العمل۔ اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون وعلیہ اجمع اھل الزیجات واختارہ ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وبالاول صدرہ مغلطائی واعتمدہ الذہبی فی تذہیب التہذیب تبعا للمزی فی التہذیب وحکم المشہور بقیل وعزی الدمیاطی عشر اخلت **اقول** وحاسبنا فوجدنا غرۃ المحرم الوسطیۃ عام ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الخمیس فکانت غرۃ

شہر الولادۃ الکریمۃ الوسطیۃ یوم الاحد والھلال لیلۃ یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشہر ولذا اجمع علیہ اصحاب الزیج وبجہو ملاحظۃ الغرۃ الوسطیۃ یظہر استحالۃ سائر الاقوال ماخلا الطرفین والعلم بالحق عند مقلب الملوین اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لیے شان عظیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفطر یوم یفطر الناس والاضحی یوم یضحی الناس۔ عید الفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عید اضحی اس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں رواہ الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فطرکم یوم تفطرون واضحاکم یوم تضحون رواہ ابوداؤد والبیہقی فی السنن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح ورواہ الترمذی وحسنہ فزاد فی اولہ الصوم یوم تصومون والفطرالحدیث وارسلہ الشافعی فی مسندہ والبیہقی فی سننہ عن عطاء فزاد فی اخرہ وعرفۃ یوم تعرفون یعنی مسلمانوں کا روزہ عید الفطر عید اضحی، روز عرفہ سب اس دن ہے جس دن جمہور مسلمین خیال کریں۔ ای ولا المصادف الواقع ونظیرہ قبلۃ التحری۔ لاجرم عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے قول وعمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے فالاوفق العمل ماعلیہ العمل یہ ہے ان مسائل میں کلام مجمل اور تفصیل کے لیے دوسرا محل واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ سادسہ:۔ شمسی تاریخ کیا تھی؟

الجواب:۔ ولادت اقدس، ہجرت مقدسہ سے ترپن ۵۳ برس پہلے ہے مرفوع ۴۰ سال ۵ نداک۔ مرفوع ۷ سال ہر کا = ۵ لحرا کہ ۱۸۷۸۱ یوم ہوئے یعنی اس سال کا محرم وسطے سال ہجرت کے محرم وسطے سے اتنے دن پہلے تھا، شات پر تقسیم کیے جانے سے کچھ نہ بچا، اور ابتدائے سال ہجری بحساب اوسط پنجشنبہ ہے، تو ان ایام مذکورہ کا پچھلا دن چہارشنبہ تھا، اور جبکہ یہ پورے ہفتے ہیں تو ان کا پہلا دن پنجشنبہ تھا اور جب اس سال کا مدخل پنجشنبہ ہوا، تو اس ربیع الاول مدخل یکشنبہ، تو دوشنبہ کو نویں تھی

یعنی بحکم وسطے وہ ہلالی سے ایک دن پہلے ہوئی۔ اب مابین التاریخین ہماری تحقیق میں
احح لط ہے۔ ۵ لحہ ا = نرن ــ لحہ + محرم وصفر لط + ط ربیع الاول = نرنامو

۵۰۰ سال ن ــ مح لط
نر

۷۰ سال روز

ا ن د
ا ل ماسج
ک

تاریخ مطلوب بستم اپریل ۱۷۵۵ء معرفت یوم ہماری جداول سے
۵۷۱ - ۶ ۳ ۳ ۶ = ۲۳ ، ۲۳ ÷ ۲۸ باقی ۱۱ پس جدول میں مقابل
لا دیکھا مدخل ۱۷۵۵ء پنجشنبہ ہوا اور مدخل اپریل چارشنبہ پس بستم اپریل
دوشنبہ وھو المطلوب واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل دوم

مسئلہ ۱۹- ربیع اول شریف ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وفات شریف حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ کیا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتے عشرۃ مضت من ربیع الاول۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارھویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔ شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے الذی عند ابن اسحٰق والجمہور

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے قول الجمہور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول۔ خمیس فی احوال النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین نصف النہار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ ضحی فی مثل الوقت الذی دخل فیہ المدینۃ۔ اسی میں امام ابوحاتم رازی و امام رزین عبدری و کتاب الوفا امام ابن جوزی سے ہے مرض فی صفر لعشر لیقین منہ و توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول یوم الاثنین۔ کامل ابن اثیر جزری میں ہے کان موتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول۔ مجمع البحار الانوار میں ہے وصل بالحق فی نصف نہارہ لاثنتی عشر من ربیع الاول وقیل المستہلہ وقیل للیلتین خلتا منہ الاول اکثر من الاخیرین۔ اسعاف الراغبین فاضل محمد صبان میں ہے توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ یوم الاثنین قبیل الزوال للیلتین مضتا من ربیع الاول وقیل لیلۃ مضت منہ وقیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت منہ وعلیہ الجمہور۔ اور تحقیق یہ ہے کہ حقیقتاً بحسب رویت مکہ معظمہ ربیع الاول شریف کی تیرہویں تھی، مدینہ طیبہ میں رویت نہ ہوئی، لہٰذا ان کے حساب سے بارہویں ٹھہری وہی رُواۃ نے اپنے حساب کی بنا پر روایت کی اور مشہور و مقبولِ جمہور ہوئی۔ یہ حاصل تحقیق امام ماورزی و امام عماد الدین بن کثیر و امام بدر الدین بن جماعہ وغیرہم اکابر محدثین و محققین ہے۔ اسکے سوا دو قول ایک یکم ربیع الاول شریف ذکرہ موسی بن عقبۃ واللیث والخوارزمی وابن زبیر دوسرا دوم ربیع الاول شریف کہ دو رافضیان کذّاب ابومخنف و کلبی کا قول ہے۔ فقی الزرقانی بعد غرّہ والاول الیٰ من ذکرنا وعند ابی مخنف والکلبی فی ثانیہ۔ یہ دونوں اقوال محض باطل و نا معتبر بلکہ سراسر محال و نامتصور ہیں و ان میل الی کل نظر الی الحساب لامن حیث ان روایتھما اثبت فی الباب وانما یقدم الحساب علی القولین

بالبطلان والذھاب کما ستعرف بعون الملک الوھاب ووقع فی الکامل حکایة ثالث حیث قال بعد ما اعتمد قول الجمہور کما قلنا وقیل مات لضف النھار یوم الاثنین للیلتین یقیناً من ربیع الاول اھ

اقول: وھو وھم وکانہ شبہ علیہ خلتا بقیتا فان الحفاظ انما یذکرون ھھنا سوی المشھور قولین لاغیر تفصیل مقام وتوضیح مرام یہ ہے کہ وفاتِ اقدس ماہ ربیع الاول شریف روزِ دوشنبہ میں واقع ہوئی، اسقدر ثابت و مستحکم ولیقینی ہے جس میں اصلاً اجلاً نزاع نہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری و مواہب لدنیہ وشرح زرقانی میں ہے (ثم ان وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی یوم الاثنین) کما ثبت فی الصحیح عن انس ورواہ ابن سعد باسانیدہ عن عائشة وعلی وسعد وعروة وابن المسیب وابن شھاب وغیرھم (من ربیع الاول بلاخلاف) کما قال ابن عبد البر (بل کاد یکون اجماعاً) الخ ادھر یہ بلاشبہ ثابت کہ اس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اسکی پہلی روزِ شنبہ تھی کہ حجة الوداع شریف بالاجماع روز جمعہ ہے وقد ثبت ذالک فی احادیث صحاح لامناز علھا فلاحاجة بنا الی اطالة الکلام بسرذھا۔ اور جب ذی الحجہ ۱۰ھ کی ۲۹ روز پنجشنبہ تھی، تو ربیع الاول ۱۱ھ کی ۱۲ کسی طرح روز دوشنبہ نہیں آتی کہ اگر ذی الحجہ، محرم، صفر تینوں مہینے ۳۰ کے لیے جائیں تو غرہ ربیع الاول روز چہارشنبہ ہوتا ہے اور پیر کی چھٹی اور تیرھویں، اور اگر تینوں ۲۹ کے لیں، تو غرہ روز یکشنبہ پڑتا ہے، اور پیر کی دوسری اور نویں، اور اگر ان میں کوئی سا ایک ناقص اور باقی دو کامل لیجئے، تو پہلی سہ شنبہ کی ہے اور پیر کی ساتویں چودھویں، اور اگر ایک کامل دو ناقص مانیئے، تو پہلی پیر کی ہوتی ہے پھر پیر کی آٹھویں پندرھویں۔ غرض بارھویں کسی حساب سے نہیں آتی، اور ان چار کے سوا پانچویں کوئی صورت نہیں۔ قولِ جمہور پر یہ اشکال پہلے امام سہیلی کے خیال میں آیا، اور اسے لاحل سمجھ کر انھوں نے قول یکم اور امام ابن حجر عسقلانی نے دوم کی طرف عدول فرمایا۔ فی المواھب لبعد ذکرہ القول

المشهور (استشكاله السهيلي وذالك انهما اتفقوا ان ذا الحجة كان اول يوم الخميس) للاجماع ان وقفة عرفة كانت الجمعة (فمهما فرضت الشهور الثلثة توام او نواقص او بعضها المر يصح) ان الثاني عشر من ربيع الاول يوم الاثنين (قال الحافظ ابن حجر وهو ظاهر لمن تأمله وقد جزم سليمٰن التيمي احد الثقات بان ابتداء مرضه صلى الله عليه وسلم كان يوم السبت الثاني والعشرين من صفر ومات يوم اثنين لليلتين خلتا من ربيع الاول فعلى هذا يكون الصفر ناقصا ولا يمكن ان يكون اول صفر السبت الا ان يكون ذو الحجة والمحرم ناقصين فيلزم منه نقص ثلثة اشهر متوالية) وهي غايته ما تتوالى قال الحافظ واما من قال مات اول يوم من ربيع الاول فيكون اثنان ناقصين وواحد كاملا ولذا رجحه السهيلي (والمعتمد ما قال ابو مخنف) الاخباري الشيعي قال في الميزان وغيره كذاب تالف متروك وقد وافقه ابن الكلبي (انه توفي ثاني ربيع الاول وكان سبب غلط غيره انهم قالوا مات في ثاني شهر ربيع الاول فتغيرت فصارت ثاني عشر واستمر الوهم بذلك يا تبع بعضهم بعضا من غير تأمل اه مختصرا مزيدا من الشارح اقول ولظهر لمن تأمل هذا الكلام منشوء اختلاف نظر الامامين في الميل الى القولين فكان السهيلي نظر ان قول ابي مخنف لا يتأتى الا ان تتوالى الاشهر الثلثة ذوالحجة ومحرم وصفر نواقص وهذا في غاية الندرة بخلاف القول الاول فان عليه يكون شهرا كاملا وشهران ناقصين وهذا اكثير فترجح ذلك في نظره مع انه اشد ثبوتا بالنسبة الى ذلك وكان الحافظ نظر ان على القول الاول لا يبقى للجمهور عذر في الباب فالميل الى ما يكون فيه ابتداء عذر لهم كما ذكره من وقوع تصحيف شهر بعشر احسن حاملتن۔ مگر امام بدر بن جماعہ نے قولِ جمہور کی یہ تاویل کی کہ اثنی عشر خلت سے بارہ۱۲ دن گزرنا مراد ہے، نہ صرف بارہ۱۲ راتیں۔ اور بر ظاہر کہ بارہ۱۲ دن گزرنا تیرھویں ہی تاریخ

صادق آئیگا، اور دوشنبہ کی تیرھویں بے تکلف صحیح ہے، جبکہ پہلے تینوں مہینے کامل ہوں کما علمت۔ اور امام مادرزی و امام ابنِ کثیر نے یوں توجیہ فرمائی کہ مکہ معظمہ میں ہلالِ ذی الحجہ کی رویت شام چہارشنبہ کو پنجشنبہ کا غرّہ اور جمعہ کا عرفہ۔ مگر مدینہ طیبہ میں رویت دوسرے دن ہوئی تو ذی الحجہ کی پہلی جمعہ کی ٹھہری اور تینوں مہینے ذی الحجہ، محرم صفر تیس تیس کے ہوئے تو غرّہ ربیع الاول پنجشنبہ اور بارھویں دوشنبہ آئی ذکرہا الحافظ فی الفتح

اقول مدینہ طیبہ، مکہ معظمہ سے اگرچہ طول میں غربی اور عرض میں شمالی ہے اما الثانی فظاہر معروف لکل من حجر دنارہ واما الاول فثابت مثبت کالثانی فی الزیجات والاطلس من قدیم الاعصار۔ اور ان دونوں اختلافوں کو اختلاف رویت میں دخل بیّن ہے کہ اختلافِ طول سے بُعدِ نیّرین کم وبیش ہوتا ہے، اور اختلافِ عرض سے قمر کے ارتفاعِ بلد کے انتصاب مدار و ارتفاع قمر و طول مکث سب معینِ رویت ہیں، اور انکی کمی مخل رویت مگر بلدین کریمین کے طول وعرض میں چنداں تفاوت کثیر نہیں، اور جو کچھ ہے یعنی طول میں دو درجے اور عرض میں تین درجے وہ ما نحن فیہ میں ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مکہ معظمہ میں تو رویت ہو، اور مدینہ طیبہ میں نہ ہو، بلکہ اگر مقتضی ہوگا تو اسکے عکس کا کہ مقام جسقدر غربی تر ہو امکان رویت بیشتر ہوگا کہ دورۂ معدّل میں مواضعِ غربیہ پر نیّرین کا گزر مواضع شرقیہ کے بعد ہوتا ہے، اور حرکتِ قمر توالی بروج پر غرب سے شرق کو ہے، تو جب موضع شرقی میں فصل قمرین حدِ رویت پر ہو غربی میں اور زیادہ ہوگا کہ وہاں تک پہنچنے میں قمر نے قدرے اور حرکت شرق کو کی، اور شمس سے اس کا فاصلہ بڑھ گیا۔ یونہی جب عرض مرئی قمر شمالی ہو جیسا کہ یہاں تھا تو عرضِ بلد کا شمالی تر ہونا موجب زیادت تعدیل الغروب زائد ہو کہ باعثِ زیادت بعد معدل وطول مکث قمر ہوگا، مگر یہ ہے یہ کہ موانع رویت حدِ انضباط سے خارج ہیں تو دفع استحالہ و توجیہ مقالہ کے لیے ال کافی اور قواعد پر نظر کیجئے تو واقعی وہ دن مدینہ طیبہ میں رویتِ عادیہ کا نہ تھا۔ سلخ ذی القعدہ وسطیہ روز چہارشنبہ کو غروب شرعی شمس کے وقت افقِ کریم مدینہ منورہ میں موامرۂ رویت کے مقدمات یہ تھے:۔

ناجِ یِ ا	تقویم شمس
مالحِ مد	تقویم مرئی قمر
حح حِ الف	عرض مرئی قمر شمالی
فط	تعدیل الغروب
مالح الحح	قمر معدّل
حط سولح	بُعد معدّل
حح لح	بُعد سوا

برظاہر کہ جب بعدِ معدّل و بعدِ سوا دونوں دس درجے سے کم ہیں تو یہ حالت، حالتِ رویت نہیں قریب قریب اسی حالت کے مکّہ معظمہ میں تھے، مگر ازانجا کہ وہ نو درجے یہ آٹھ درجے سے زائد ہے رویت پر حکم استحالہ بھی نہ تھا حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکاتِ بے نہایت کے حضور یہ کیا بات تھی کہ ایسے امکانِ غیر متوقع کی حالت میں غسل وقفہ جمعہ ملنے کے لیے بحکمِ الٰہی مکّہ معظمہ میں شام چہار شنبہ کو رویت واقع ہو گئی، اُفقِ مدینہ طیبہ میں حسبِ عادتِ معہودہ نہ ہوئی، پھر روزِ رویت ایام حمل، ثور و جوزا خصوصاً اُن بلادِ گرم سیر میں گرد و غبار ہونا کوئی نامتوقع بات نہیں، یہ تحقیق کلام علماء ہے۔ مگر امام عسقلانی نے ان توجیہوں پر قناعت نہ کی، پہلی پر مخالفتِ محاورہ سے اعتراض فرمایا کہ اہلِ زبان جب یہ لفظ بولتے ہیں، بارہ[۱۲] راتیں ہی گزرنا مُراد لیتے ہیں نہ بارہ[۱۲] دن کہ یہ تیرھویں پر صادق ہو، اور اول و دوم دونوں میں یہ استبعاد بتایا کہ چار مہینے متواتر تیس دن کے ہو لیے جاتے ہیں۔ فی المواھب عن الفتح ھذا الجواب بعید من حیث انہ یلزم منہ توالی اربعۃ اشھر کوامل۔

اقول اگر ندرت مقصود تو الزام مقصود کہ دفعِ استحالہ کو احتمال کافی۔ خود امام عسقلانی نے جو قول اختیار فرمایا اس پر تین مہینے متوالی ناقص آتے ہیں یہ کیا نادر نہیں؟ اور اگر امتناع مُراد، تو ظاہر الفساد تین سے زیادہ متواتر ۲۹ کے مہینے نہیں ہوتے۔ ہم کے چار تک آتے ہیں، ہاں پانچ نہیں ہوتے۔ تحفہ شاہیہ علامہ قطب الدین شیرازی و زیج الغ بیگی

میں ہے" دا اللفظ "اہل شرع ماہ ہائے ایں تاریخ از رویت ہلال گیرند و آں ہرگز از سی ۳۰ روز زیادہ نباشد و از بست ۲۹ و نہ روز کمتر ے وتاچہار ماہ متوالی سی سی ۳۰ آید و زیادہ نے وتا سہ ماہ متوالی بست ۲۹ و نہ بست و نہ آید و زیادہ نے" لنہ اقول وباللہ التوفیق قول جمہور سے قول مہجور کی طرف عدول نا مقبول ہونے کے لیے اسی قدر بس تھا کہ اسکے لیے توجیہ وجیہ موجود ہے نہ کہ جب وہ اقوال مہجورہ دلائل قاطعہ سے باطل ہوں کہ اب تو انکی طرف کوئی راہ نہیں۔ اوپر واضح ہوا کہ ان دونوں حضرات کا منشائے عدول تمسک بالحساب ہے کہ پیر کا دن یقینی تھا اور وہ بارہویں پر منطبق نہیں آتا، پہلی دوسری پر آسکتا ہے، مگر حساب ہی شاہد عدل ہے کہ اس سال ربیع الاول شریف کی پہلی یا دوسری پیر کی ہونا باطل و محال ہے۔ فقیر اس پر دو حجت قاطعہ رکھتا ہے، دلیل اول غرہ وسطیہ کہ علمائے زیج بحساب اوسط لیتے ہیں نیرین کے اجتماع وسطی سے اخذ کرتے ہیں، اور بداہۃً واضح کہ رویت ہلال اجتماع قمرین سے ایک مدت معتد بہا کے بعد واقع ہوتی ہے، تو غرہ ہلالیہ کبھی غرہ وسطیہ سے مقدم نہ آئیگا وانما غایتہ التساوی اور اجتماع و رویت میں کبھی اتنا فصل بھی نہیں ہوتا کہ قمر ڈیڑھ دو برج طے کر جائے لہٰذا التقدم وسطیہ کی نہایت ایک دو دن ہے و لیس کل ذلک ظاہر علی من لہ اشتغال بالفن اور آشنائے فن جانتا ہے کہ سلہ ھ میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف کا غرہ وسطیہ روز سہ شنبہ تھا تو غرہ ہلالیہ یکشنبہ یا دوشنبہ کیونکر متصور کہ اگر یہ سہ شنبہ متاخر ہے تو ہلالیہ کا وسطیہ پر تقدم لازم آتا ہے، اور اگر مقدم ہے تو اجتماع سے چار پانچ روز تک رویت نہ ہونے کا لزوم ہوتا ہے اور دونوں باطل ہیں وبھٰذا الدلیل یستحیل ما تقدم عن سلیمٰن التیمی من کون غرتہ صفر یوم السبت فان غرتہ الوسطیہ یوم الاثنین فکیف یمکن ان تقدمہا الہلالیۃ بیومین او تتاخر عنہا بخمسۃ ایام وبہ یظہر استحالۃ ما اعتمدہ الحافظ بوجہ اٰخر فان مبناہ انما کان علی ھٰذا کما علمت۔

دلیل دوم :- فقیر نے شام دوشنبہ ۲۹ صفر وسطے سلہ ھ کے لیے اُفق کریم مدینہ طیبہ میں نیرین کی تقویمات استخراج کیں، اور حساب صحیح و معتمد نے شہادت دی

کہ اُسوقت تک فصلِ قمرین حدِ رویت متعادہ پر نہ تھا، آفتاب جوزا کے ۶ درجے ۱۷ سترہ دقیقے باون ۵۲ ثانیے پر تھا، اور چاند کی تقدیم مرئی جوزا کے پندرہ ۱۵ درجے ستائیس ۲۷ دقیقے اکتیس ۳۱ ثانیے۔ فاصلہ صرف ۹ درجے ۹ دقیقے ۳۹ ثانیے تھا۔ اور حسب قول متعارف اہلِ عمل رویت کے لیے کم سے کم دس درجے سے زیادہ فاصلہ چاہیئے۔ حاشیہ شرح چغمینی للعلامۃ عبدالعلی البرجندی میں ہے المذکور فی الکتب المشہورۃ انہ ینبغی ان یکون البعد بین تقویمی النیرین اکثر من عشرۃ اجزاء وقیل ینبغی ان یکون ما بین مغاربیہما عشرۃ اجزاء او اکثر حتّٰی یکون القمر فوق الارض بعد غروب الشمس مقدار ثلثے ساعۃ او اکثر والمشہور فی ھذا الزمان بین اھل العمل انہ ینبغی ان یتحقق الشرطان حتّٰی تمکن الرویۃ ویسمون البعد الاول بعد السواء والبعد الثانی البعد المعدّل۔ شرح زیج سلطانی میں ہے "بایدکہ بعد معدل ۱۰ دہ درجہ باشد یا زیادہ و بعد میانِ ۲ دو تقویم ایشان از دہ ۱۰ زیادہ باشد تا ہر دو شرط وجود نگیرد ہلال مرئی نشود و متعارف دریں زمان ایں ست"۔

جزئیاتِ مؤامرہ کی جادول یہ ہے

دم بت	وقت غروب شرعی بعد نصف النہار وسطے زیجی
بج و سر نب	تقویم حقیقی شمسی بوقت مذکور
یج سو ے الب	تقویم حقیقی قمر بوقت مذکور
حم سم	عرض حقیقی قمر شمالی
مب قیہ ثا	اختلاف منظرِ قمر طولی جدولی
الم قہ ح	اختلاف منظر قمر عرضی جدولی
یج یہ کز لا	تقویم مرئی قمر
ابتہ مح لب	عرض مرئی قمر شمالی
آحہ	تعدیل الغروب
بج سو لد لا	قمر معدل
زند جہ ۞ لحہ	مطالع نظیر جزو الشمس

رسو لو	مطالع نظیر جزء القمر المعدل ....
ما مہ لم	بعد معدل ....
طہ ط لط	بعد سوا ....
غیر متوقع	حکم رویتِ ہلال ....

جب شبِ سہ شنبہ تک نیّرین کا یہ حال تھا کہ وقوع رویتِ ہلال ایک مخفی بعید غیر متوقع احتمال تھا، تو اس سے دو ایک رات پہلے کا وقوع بداہۃً محال تھا، جب اس ذات قمر صرف ۹ درجے آفتاب سے شرقی ہوا تھا تو شام یکشنبہ کو قطعاً گئی درجے اس سے غربی تھا، اور غروبِ شمس سے کوئی پاؤ گھنٹے پہلے ڈوبا، اور شام شنبہ کو تو عصر کا اعلیٰ مستحب وقت تھا، جب چاند حجلہ نشین مغرب ہو چکا پھر رات کو رویتِ ہلال کیا زمین چیر کر ہوئی

غرض دلائلِ ساطعہ سے ثابت ہے کہ اس ماہِ مبارک کی پہلی یا دوسری دو شنبہ کی ہرگز نہ تھی، اور روزِ وفاتِ اقدس یقیناً دو شنبہ ہے، تو وہ دونوں قول قطعاً باطل ہیں، اور حق و صواب وہی قولِ جمہور بمعنی مذکور ہے۔ یعنی واقع میں تیرھویں اور بوجہ سطور تعبیر میں بارھویں کہ بحسابِ شمسی نہم حزیران ۹۴۳ رومی نوسو تینتالیس رومی اسکندرانی ہشتم جون ۶۳۲ چھ سو بتیس عیسوی تھی۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ فقط

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عہ یعنی اُس وقت جو شمار رائج تھا اُسکے حساب سے ۹ کو تھی، زیج بہادر خانی سے بستم جون آتی ہے۔ مگر یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "تحقیقات سالِ مسیحی" میں واضح کیا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

مثل تو نہ شد پیدا جانا

از اعلیٰحضرت قدس سرہٗ

ا۔ لَمْ یَاْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھکو شہ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بیکس د طوفان ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِی چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہوتا جانا

لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا!

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرت تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

وَاھًا لِسُوَیْعَاتٍ ذَھَبَتْ آں عہد حضور بار گہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا [illegible] مدینہ کا جانا

اَلْقَلْبُ شَجٍ وَّالْھَمُّ شُجُوْنٌ دل زار چناں جان زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوْحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرْقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا!
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

پیدائش ملائکہ و شیاطین و موت کا حال اردو زبان میں بالکل چھوٹا مضمون بجواب سوال [illegible]

ازافادات

امام اہل سنّت مجدد دین و ملّت حضور پرنور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

الهدایة المبارکہ فی خلق الملٰئکہ

یکے از مطبوعات

پندرہ روزہ سواد اعظم موچی گیٹ

لاہور

اَلْھِدَایَۃُ الْمُبَارَکَۃُ فِیْ خَلْقِ الْمَلٰٓئِکَۃِ

فرشتوں کی پیدائش و موت کا حال اردو زبان میں

بالکل اچھوتا مضمون ہے۔ جو اس کتاب میں کافی وضاحت سے ملے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

مَسْئَلَہ از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۷ رجب ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ ملٰئکہ کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ اور موت اُن کو مثل انسان لاحق ہوتی رہتی ہے یا جس وقت سب مخلوق فنا ہو گی اس وقت فنا ہوں گے؟

بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

الجواب

(۱) بیہقی شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو بنایا۔ ملٰئکہ نے عرض کی۔ الٰہی تو نے انہیں پیدا کیا جو کھاتے پیتے ہیں جماع کرتے اور سوار ہوتے ہیں۔ تو ان کیلئے دنیا کر۔ اور ہمارے لئے آخرت۔ ربّ عزّوجل نے فرمایا لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُہٗ بِیَدَیَّ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ کَمَنْ قُلْتُ لَہٗ کُنْ فَکَانَ میں نہ کروں گا اُسے جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور اپنی روح اس میں پھونکی اس کے مثل جسے میں نے فرمایا۔ ہو۔ سو وہ ہو گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ ملٰئکہ (فرشتوں) کی پیدائش آدمیوں کی طرح بتدریج نہیں۔ کہ مٹی خمیر ہوئی۔ پھر تصویر بنی پھر روح ڈالی گئی یا پہلے نطفہ تھا۔ پھر خون کی بوند۔ پھر گوشت کا ٹکڑا۔ پھر اعضاء کی کلیاں پھوٹیں۔ پھر صورت بنی پھر روح ڈالی گئی۔ بلکہ وہ (فرشتگان) کلمۂ کُن سے پیدا کئے گئے۔

(۲) حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ فرماتے ہیں خُلِقَتِ

الملئکۃ من نور و خلق الجان من نار و خلق آدم مما وصف لکم
ملائکہ (فرشتے) نور سے بنائے گئے ہیں اور جن آگ کی لو سے جس میں دھواں ملا ہوا تھا
اور آدم اس چیز سے جو تمہیں بتائی گئی۔ یعنی سیاہ و سپید و سرخ مٹی سے کما عند ابن
سعد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و ھذا رواہ امام احمد و مسلم عن ام المومنین رضی
اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) عبدالرزاق اپنے مصنف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یاجابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق
قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ (الیٰ قولہ) فلما اراد اللہ ان
یخلق الخلق قسم ذالک النور اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول
القلم و من الثانی اللوح و من الثالث العرش ثم قسم الرابع
اربعۃ اجزاء فخلق من الاول حملۃ العرش و من الثانی الکرسی
و من الثالث باقی الملئکۃ الحدیث۔ اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے
سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے بنایا۔ پھر جب عالم کو پیدا کرنا چا
اُس نور کے چار حصے کئے۔ پہلے سے قلم اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش بنایا
پھر چوتھے ٹکڑے کے چار حصے کئے۔ پہلے سے ملائکہ حاملانِ عرش۔ دوسرے سے کرسی۔
تیسرے سے باقی فرشتے پیدا کئے۔

(۴) علامہ فاسی مطالع المسرات میں زیر قول دلائل التقدم من نور
ضیائک ناقل۔ قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار
الروح النبویۃ المقدسۃ لمعۃ من نورہ والملئکۃ شرر تلک
الانوار و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری و

مِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ یعنی امام اشعری فرماتے ہیں۔ اللہ عزوجل نور ہے نہ مثل انوار کے۔ اور رُوحِ پاک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے نور کی ایک چمک ہے اور فرشتے ان (حضور سرورِ کائنات) کے نور کے شرارے ہیں۔ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا۔ اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا کی۔

(۵) ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت کی انہوں نے کہا خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ نُوْرِ الْعِزَّۃِ۔ فرشتے نورِ عزت سے بنائے گئے۔

(۶) وہی یزید بن رومان سے راوی کہ انہیں خبر پہنچی۔ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ خُلِقَتْ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ۔ کہ ملائکہ ربانی روح سے پیدا کئے گئے ہیں۔

اقول۔ غالباً اس احتمال کی شرح وہ ہے جو امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار سر ہیں ہر سر میں ستر ہزار چہرے۔ ہر چہرے میں ستر ہزار دہن (منہ) ہر دہن میں ستر ہزار زبانیں ہر زبان میں ستر ہزار لغت یسبح اللّٰہ تعالیٰ بتلک اللغات کلھا یخلق من کل تسبیحۃ ملک یطیر مع الملٰئکۃ الی یوم القیٰمۃ وہ (فرشتہ) ان سب لغتوں سے (کہ ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار ستر جگہ مہا سنکھ ہوئے جس کی کتابت یوں ہے کہ ۱۶۸۰۷ لکھ کر دائیں ہاتھ کو بیس صفر لگا دیجئے) اللہ عزوجل کی تسبیح کرتا ہے۔ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک ملائکہ کے ساتھ پرواز کرے گا۔ ذکرہ الامام المبین محمود العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری من کتاب التفسیر والامام الرازی فی تفسیر الکبیر۔ ثعلبی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ روح ایک ملک (فرشتہ) عظیم ہے آسمان و زمین وجبال وملائکہ سب سے۔ اور اس کا مقام آسمان چہارم میں ہے۔ یسبح کل یوم اثنی عشر تسبیحۃ یخلق من کل تسبیحۃ ملک۔ ہر روز بارہ ہزار تسبیحیں کہتا ہے

تسبیح سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔ یہ روح نامی فرشتہ روز قیامت تنہا ایک صف ہوگا۔ اور باقی سب فرشتوں کی ایک صف ذکرہ الامام البغوی فی المعالم تحت قولہ تعالیٰ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا۔ والامام العینی فی العمدۃ تحت قولہ تعالیٰ وَیَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ۔

(۷) مروی ہوا۔ اِنَّ فِی السَّمَآءِ الدُّنْیَا وَھِیَ مِنْ مَاءٍ وَدُخَانٍ مَلٰٓئِکَةٌ خُلِقُوْا مِنْ مَاءٍ وَرِیْحٍ عَلَیْھِمْ مَلَکٌ یُقَالُ لَہُ الرَّعْدُ وَھُوَ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ بِالسَّحَابِ وَالْمَطَرِ۔ آسمان دنیا میں کہ پانی اور دھوئیں کا بنا ہے۔ ملائکہ ہیں کہ آب و ہوا سے بنائے گئے ہیں ان کا افسر ایک فرشتہ رعد نامی ہے۔ جو ابر و باران پر موکل ہے۔ ذکرہ الامام القسطلانی فی المواھب۔

(۸) سیدی شیخ اکبر محی الملۃ والدین ابن عربی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ایک نور کی تجلی فرمائی۔ پھر تاریکی بنائی ظلمت پر اس نور کا پرتو ڈالا اس سے عرش ظاہر ہوا۔ پھر اس ملے ہوئے نور سے کہ ضیائے صبح کی مانند تھا جس میں تاریکی شب مخلوط ہوتی ہے۔ ان ملائکہ کو بنایا جو گردِ عرش ہیں۔ پھر کرسی پیدا کی اور اس میں اسی کی طبیعت کی جنس سے ملائکہ پیدا کئے۔ ذکرہ فی الباب الثالث عشر من الفتوحات المکیۃ۔ واوردہ الامام الشعرانی فی الیواقیت والجواھر۔

(۹) شیخ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَنَھْرًا مَا یَدْخُلُہٗ جِبْرِیْلُ دَخْلَةً فَیَخْرُجُ وَیَنْتَفِضُ اِلَّا خَلَقَ اللہُ مِنْ کُلِّ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْہُ مَلَکًا بیشک بلاشبہ جنت میں ایک نہر ہے۔ کہ جب جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں جاکر باہر آکر پر جھاڑتے ہیں

ف آسمان دنیا پانی اور دھوئیں سے بنا ہے اور اس کے ملائکہ آب ہوا سے۔ رعد فرشتہ انکا افسر ہے۔ جو ابر و باراں پر موکل ہے ۱۲ ف۲ کیفیتِ تخلیق عرش و حملہ عرش و کرسی ملائکہ کرسی ۱۲

جتنی بوندیں اُن کے پروں سے گرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بوند سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے حالا
جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھ سو پر ہیں۔ کہ اگر ایک پر پھیلا دیں تو افقِ آسمان چھپ جا

(١٠) ابن ابی حاتم و عقیلی و ابن مردویہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضو
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فِی السَّمَاءِ الرَّابِعَۃِ نَھْرٌ یُقَالُ لَہُ الحیو
ید خلہ جبریل کل یوم فیغمس فیہ انغماسۃ ثم یخرج فینتفض
انتفاضۃً فیخرج عنہ سبعون الف قطرۃ یخلق اللّٰہُ من کل قطر
ملکاً ھُمُ الذین یؤمرون ان یأتوا البیت المعمور فیصلّوا
فیفعلون ثم یخرجون فلا یعودون الیہ ابداً ویولی علیھم احدھ
ثم یؤمر ان یقف بھم فی السماء موقفاً یسبحون اللہ الی ان تقوم
السَّاعَۃُ۔ چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے نہر حیات کہتے ہیں۔ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہر روز اس میں ایک غوطہ لگا کر پر جھاڑتے ہیں جس سے ستر ہزار قطرے جھڑتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ انہیں حکم ہوتا ہے کہ بیت المعمور
میں جا کر نماز (صلوٰۃ) پڑھیں۔ جب پڑھ کر نکلتے ہیں پھر کبھی اس میں نہیں جاتے ان میں
ایک کو ان پر افسر بنا کر حکم فرمایا جاتا ہے۔ کہ آسمان میں ان کو ایک جگہ لیکر کھڑا ہو۔ وہ
سب مل کر قیامت تک وہاں تسبیح الٰہی کرتے ہیں وروی ابن المنذر نحوہ بدون
ذکر النھر من طریق صحیحہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکن
موقوفاً قالہ الامام الحافظ ابن حجر و معلوم ان الموقوف کالمرفوع
اقول فصح الحدیث وسقط ما نقل الفاسی عن الولی العراقی ان لم
یثبت فی ذلک شیٔ فقد اثبتہ الحافظ و فوق کل ذی علمٍ علیم

ف ا جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے چھ سو پر ہیں۔ ایک پر پھیلائیں تو افق آسمان چھپ
جائے ١٢ ف ٢ چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جس کا نام حیوان ہے یعنی نہر حیات ١٢

(۱۱) عطاء و مقاتل و ضحاک کی روایت ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں آیا۔ اِنَّ عن یمین العرش نهرًا من نورٍ مثل السمٰوٰتِ السبع و الارضین السبع والبحار السبع یدخل فیه جبریل علیه السلام کلّ سحرٍ و یغتسل فیه فیزداد نورًا الی نوره وجمالًا الی جماله ثم ینتفض فیخلق الله تعالیٰ من کل نقطة تقع من ریشه کذا کذا الف ملك یدخل منهم البیت السبعون الفاثم لا یعودون الیه الی ان تقوم السّاعة۔ عرش کے دائیں طرف نور کی ایک نہر ہے۔ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں اور ساتوں سمندروں کے برابر اس میں ہر سحر جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نہاتے ہیں جس سے ان کے نور پر نور اور جمال پر جمال بڑھتا ہے۔ پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں۔ جو چھینٹ گرتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے اتنے اتنے ہزار فرشتے بناتا ہے جن میں سے ستر ہزار بیت المعمور جاتے ہیں۔ پھر قیامت تک اس میں داخل نہیں ہوتے ذکرہ الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر قوله تعالیٰ و یخلق مالا تعلمون۔

(۱۲) ابو نعیم خطیب و ابن عساکر و بیہقی کتاب الرد یہ میں بروایت علی بن ابی ارطاۃ۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ انّ للّٰه الملٰئکة ترعد فرائصهم من مخافته ما منهم من ملك یقطر من عینه دمعة الا وقعت ملكًا قائمًا یسبح الحدیث۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں۔ کہ خوف الٰہی سے ان کا بند بند لرزتا ہے۔ ان میں سے جس فرشتے کی آنکھ سے جو آنسو ٹپکتا ہے

(ف) عرش کی داہنی جانب ایک نہر ہے۔ جو ساتوں آسمانوں ساتوں زمینوں اور ساتوں سمندروں کے برابر ہے - ۱۲

وہ گرتے گرتے فرشتہ ہوجاتا ہے۔ کہ کھڑا ہو کر رب العزت جل جلالہ کی تسبیح کرتا ہے۔

(۱۳) ابوالشیخ کعب احبار سے اس کے قریب راوی کہ لا تقطر عین ملائکۃ منھم الا کانت ملکاً یطیر من خشیۃ اللہ۔ ان فرشتوں سے جس کی آنکھ سے کوئی بوند ٹپکتی ہے۔ وہ ایک فرشتہ ہو کر خوف خدا سے اڑ جاتی ہے۔

(۱۴) ابن بشکوال حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور پُرنور افضل صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ والہ فرماتے ہیں مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ تعظیماً لحقی خلق اللہ عز وجل من ذلک القول ملکاً لہ جناح بالمشرق واُخریٰ بالمغرب یقول عز وجل لہ صلّ علی عبدی کما صلی علی نبیی فھو یصلی علیہ الی یوم القیامۃ۔ جو مجھ پر میرے حق کی تعظیم کے لئے درود بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جس کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب میں۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے۔ کہ درود بھیج میرے بندے جیسے اس نے درود بھیجا میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم پر۔ پس وہ فرشتہ قیامت تک اس پر درود بھیجتا رہتا ہے۔ وذکرہ ایضاً بنحوہٖ سبع والفاکھانی خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد اپنی کتاب مستطاب الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح میں امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے کہ اس کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں جب کوئی شخص مجھ پر محبت کے ساتھ درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ کھا کر اپنے پر جھاڑتا ہے خدائے تعالیٰ ہر قطرہ سے کہ اس کے پروں سے ٹپکتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ کہ

(عمہ) فی الفتاوی الحدیثیۃ للامام ابن حجر علی بن ارطاۃ ۱۲ منہ

(ف) درود خوانوں کے لئے مژدہ عظیم۔

قیامت تک درود پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ انتھی کلامہ الشریف قدس سرہ اللطیف۔

(۱۵) مواہب شریف میں ہے۔ قد روی ان ثم ملئکۃ یسبحون فیخلق بکل تسبیحۃ ملکا مروی ہوا کہ وہاں کچھ فرشتے ہیں کہ تسبیح الٰہی کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل ان کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔

(۱۶) سیدی شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات کے باب ۲۹ میں فرماتے ہیں۔ کہ نیک کلام اچھا کام فرشتہ بنکر آسمان کو بلند ہوتا ہے ذکرہ عنہ فی المبحث السابع عشر من الیواقیت ان کے نزدیک آیہ کریمہ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ کے یہ معنی ہیں۔

(۱۷) امام قرطبی تذکرہ میں علمائے کرام سے ناقل کہ جو شخص سورہ بقرہ وآل عمران پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کے ثواب سے فرشتے بناتا ہے کہ روز قیامت اس قاری کی طرف سے جھگڑیں گے نقلہ عن الفاسی فی مطالع المسرات ان کے نزدیک حدیث احمد ومسلم اقرؤا الزھراوین البقرۃ وال عمران فانھما یاتیان یوم القیامۃ کانھما غمامتان او غایتان او کانھما فرقان من الطیر صواف یحاجان عن اصحابھما کے یہ معنی ہیں۔

(۱۸) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔ اقوی الملئکۃ واشدھم حیاء من کان مخلوقا من انفاس النساء یعنی آدمیوں کے سانس سے فرشتے بنتے ہیں۔ اور ان میں قوی تر اور حیادار ہیں

ف نیک کلام اچھا کام فرشتہ بنکر آسمان کو بلند ہوتا ہے۔ کریمہ الیہ یصعد الکلم الطیب الآیۃ کے معنی یہ بھی ہیں۔ ف۲ ثواب قرأۃ وآل عمران سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں جو قیامت میں قاری کیلئے جھگڑیں گے ۱۲
ف۳ آدمیوں کے سانس سے فرشتے بنتے ہیں جو عورتوں کی سانس سے بنتے ہیں وہ قوی تر اور حیادار میں زائد ہوتے ہیں ۱۲

زائد وہ ہوتے ہیں جو عورتوں کے سانس سے بنائے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا اٹھارہ احادیث و اقوال ہیں۔ جن میں آفرینش (پیدائش) ملائکہ کے متعدد طریقے مذکور ہوئے۔ ان سے ثابت ہوا۔ کہ ان کی پیدائش روزانہ جاری ہے۔ ہر روز بیشمار بنتے ہیں جن کی گنتی ان کا بنانیوالا ہی جانتا ہے۔ قلت اغرب القلشانی فزعم ان ملئکۃ الارض والجو مرکبۃ من الطباع الاربع واشار ان لھم فی اجسامھم وما مسفوحا۔ قال فی الیواقیت قال بعضھم ولعل مرادہ بھؤلاء الملئکۃ القاطنین من السماء والارض نوع من الجن سماھم ملئکۃ اصطلاحا لہ اھ قلت ومثلہ غرابا عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما ان من الملئکۃ قربا یتوالدون یقال لھم الجن ومنھم ابلیس کما نقلہ فی ارشاد الساری وانت تعلم ان عقیدۃ اھل السنۃ فی الملئکۃ تنزیھھم عن الذکورۃ و الانوثۃ فانی التوالد واحسن محاملہ ھو ما مر من تسمیۃ بعض الجن ملکا و اللہ تعالی اعلم رہا ان کی موت کا سوال۔ امام ولی الدین عراقی سے مسئلہ مکیہ میں اس باب میں سوال ہوا۔ جواب فرمایا لم یثبت فی ذلک شئ ولا یجوز الھجوم علیہ بمجرد الاحتمال ولا مجال للنظر فیہ ولا دخل للقیاس۔ اس باب میں کچھ ثابت ہوا اور محض احتمال سے اس پر جرأت روا نہیں۔ نہ نظر کی یہاں گنجائش نہ قیاس کا دخل نقلہ العلامۃ الفاسی فی مطالع المسرات۔ بلکہ شیخ اکبر قدس سرہ تو انہیں مثل ارواح مانتے ہیں کہ نہ تھے۔ مگر جب ہوئے تو ہمیشہ رہیں گے۔ کہ ارواح کو کبھی موت نہیں۔ فتوحات شریف کے باب میں فرمایا۔ انہ للملئکۃ اخرۃ لیس ھو ذلک انھم لا یموتون فیبعثون و وانما ھو صعق وافاقۃ کالنوم والافاقۃ منہ عندنا ذلک حال لا یزال علیہ الممکن فی التخلی الاجمالی دینا واخرۃ الخ نقلہ فی الیواقیت والجواھر اقول شاید یہ مسئلہ تجسم و تجرد ملائکہ پر مبنی ہو جو انہیں نفوس مجردہ مانتے ہیں جیسے

امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ ان کے طور پر ملائکہ کو موت نہ ہونی چاہیئے کہ روح کبھی نہیں مرتی موت جسم کیلئے ہے یعنی روح کا اس سے جدا ہو جانا۔ اور ملائکہ کو اجسام لطیفہ کہتے ہیں جن سے نفوس شریفہ متعلق ہیں جیسا جمہور اہلِ سنت کا مسلک ہے۔ اور رصد ہا طور پر نصوص اسی طرف ناظر۔ ان کے نزدیک ملائکہ کو موت سے چارہ نہیں۔ اور یہی ظاہر مفاد آیت اور احادیث تو اس میں بالتصریح وارد۔ تو یہی صحیح و معتمد ہے۔ وقال تعالیٰ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ہر جان موت کا مزہ چکھے گی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی جب آیۃ کریمہ کل من علیہا فان نازل ہوئی۔ کہ جتنے زمین پر ہیں۔ سب فنا ہونیوالے ہیں۔ ملائکہ بولے۔ زمین والے مرے۔ یعنی ہم محفوظ ہیں۔ جب آیۃ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت نازل ہوئی۔ کہ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ملائکہ نے کہا۔ اب ہم بھی مرے ذکرہ الامام الرازی فی مفاتیح الغیب۔ ابن جریر انہیں سے راوی قال موکل ملک الموت بقبض ارواح المؤمنین والملئکۃ الحدیث (یعنی ملک الموت مسلمانوں اور فرشتوں کی روح قبض کرنے پر مقرر ہیں)

نیز ابن جریر ابوالشیخ وغیرہما ایک حدیث طویل میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اٰخرھم موتا ملک الموت فرشتوں میں سب سے پیچھے ملک الموت مریں گے۔ بیہقی و فریابی نے بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور

ف امام غزالی وغیرہ ملئکہ کو نفوس مجردہ جانتے ہیں ۱۲ ف جمہور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ ملائکہ اجسام لطیفہ ہیں جن سے نفوسِ شریفہ متعلق ہیں اور صدہا نصیں اسی کی طرف ناظر ۱۲ ؎ فی الفتاوی الحدیثیۃ للامام ابن حجر فی مسئلۃ ان الموت وجودی او عدمی الموت مفارقۃ الروح الجسد اھ وفی شرح الصدور للمولی السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ قال العلماء الموت لیس بعدم محض ولا فناء صرف وانما ھو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقۃ وحیلولۃ بینہما وتبدل حال وانتقال من دار الی دار ۱۲ منہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں تفصیلاً ان کی کیفیتِ موت روایت کی ہے کہ جب سب فنا ہوں گے۔ جبرئیل و میکائیل و ملک الموت باقی رہیں گے۔ رب تبارک و تعالیٰ کہ دانا تر ہے ارشاد فرمائیگا۔ اے ملک الموت اب کون باقی ہے؟ عرض کرینگے بقی وَجھک الباقی الدائم و عبدک جبریل و میکائیل و ملک الموت باقی ہے تیرا وجہ کریم کہ ہمیشہ رہے گا۔ اور تیرے بندے جبرائیل و میکائیل و ملک الموت حکم ہوگا نعرف نفس میکائیل۔ میکائیل کی روح قبض کر۔ وہ عظیم پہاڑ کی طرح گریں گے۔ پھر فرمائیگا۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔ اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے وجھک الباقی الکریم عبدک جبرائیل و ملک الموت۔ تیرا وجہ کریم کہ ہمیشہ رہیگا۔ اور تیرے بندے جبرائیل و ملک الموت۔ فرمائیگا نعرف نفس جبرائیل جبرائیل کی روح قبض کر۔ وہ اپنے پر پھڑ پھڑاتے ہوئے سجدے میں گر جائیں گے۔ پھر فرمائیگا اور وہ خوب جانتا ہے۔ اب کون رہا؟ عرض کریں گے وجھک الکریم و عبدک الملک الموت وھو میت تیرا وجہ کریم کہ ہمیشہ رہیگا۔ اور تیرا بندہ ملک الموت کہ وہ بھی مریگا۔ فرمائیگا۔ مت مر جا۔ وہ بھی مر جائیں گے۔ پھر فرمائیگا۔ ابتدا میں نے خلق بنائی۔ اور میں پھر اُسے زندہ کروں گا۔ کہاں ہیں سلاطین مغرور جو ملک کا دعویٰ کرتے تھے۔ کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا۔ خود فرمائے گا۔ لِلّٰہِ الواحِدِ القھار آج بادشاہی ہے اللہ غالب کی ملتقی منھا و عندالفریابی ان اٰخرھم موتاً جبرائیل واللہ اعلم

ثم اقول۔ اس حدیث سے ملائکہ مقربین کا روزِ قیامت تک زندہ رہنا معلوم ہی ہوا۔ اور حدیث ۶ میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے گذرا کہ یہ بے شمار فرشتے جو روزانہ بنتے ہیں قیامت تک ملائکہ کے ساتھ اڑتے پھریں گے۔ اور حدیث میں گذرا کہ یہ ستر ہزار فرشتے جو روز بنتے ہیں۔ قیامت تک تسبیح الٰہی کرتے رہیں گے۔ حدیث ۱۴ میں گذرا۔ وہ فرشتہ قیامت تک مصلّی (درود خواں) پر درود بھیجتا رہتا ہے

روایت سخاوی میں گذرا۔ اُس کے پَر کے قطروں سے جو فرشتے بنتے ہیں۔ قیامت تک مصلی (درود خواں) کیلئے استغفار کریں گے۔ ہر مسلمان کے ساتھ جو کراماً کاتبین ہیں ان کیلئے حدیث شریف میں آیا۔ مرگِ مسلمان کے بعد آسمان پر جاتے اور وہاں رہنے کا اذن طلب کرتے ہیں حکم ہوتا ہے۔ میرے آسمان میرے فرشتوں سے بھرے ہیں۔ کہ وہ میری تسبیح کرتے ہیں، پھر عرض کرتے ہیں۔ جو ہمیں حکم ہو۔ کہ زمین میں رہیں۔ فرمان ہوتا ہے میری زمین مخلوق سے بھری ہے کہ میری تسبیح کرتے ہیں وَلٰکِنْ قُوْمَا عَلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ فَسَبِّحَانِیْ وَهَلِّلَانِیْ وَکَبِّرَانِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَاکْتُبَاهُ لِعَبْدِیْ۔ مگر میرے بندے کی قبر پر کھڑے قیامت تک میری تسبیح و تہلیل و تکبیر کرو۔ اور اس کا ثواب میرے بندے کیلئے لکھتے رہو اَخْرَجَہٗ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ وَالْبَیْهَقِیْ فِی الْبَعْثِ وَابْنِ اَبِی الدُّنْیَا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا۔

اسی طرح اور احادیث بھی ہیں۔ ان حدیثوں سے بے شمار ملائکہ کا قیامت تک زندہ رہنا ثابت۔ اور اصلاً کسی حدیث سے یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ کسی فرشتہ کو موت لاحق ہوئی ہو۔ بلکہ روایت مذکورہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صاف ظاہر کہ نزول آیۂ کریمہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ تک فرشتے اپنی موت سے خبردار ہی نہ تھے۔ کہ ہمیں بھی موت ہوگی۔ لہذا ظاہر یہی ہے کہ ملائکہ کیلئے قیامت سے پہلے موت نہیں۔ بلکہ جویبر نے اپنی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ کہ انسان و جن و حیوانات کی موت بیان کرکے فرمایا۔ وَالْمَلٰئِکَۃُ یَمُوْتُوْنَ فِی الصَّعْقَۃِ الْاُوْلٰی وَاِنَّ مَلَکَ الْمَوْتِ یَقْبِضُ اَرْوَاحَهُمْ ثُمَّ یَمُوْتُ۔ فرشتے اس وقت مریں گے جب پہلا صور پھونکا جائے گا۔ ملک الموت ان کی روح قبض کریں گے۔ پھر وہ خود بھی مر جائیں گے۔ یہ حدیث مقصود

میں نص نہیں۔ لولا ما فی جویبر من ضعف قوی ولا جویبر واللہ تعالیٰ اعلم
تکمیل۔ بعد ختم اس تحریر کے فتاویٰ حدیثیہ امام علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی میں ایک فتویٰ متعلق بملائکہ دوسرا متعلق بحور عین نظر فقیر سے گزرا۔ امام نے اس میں موت ملائکہ پر اجماع نقل فرمایا حیث قال اما الملئکۃ فیموتو بالنصوص والاجماع ویتولی قبض ارواحھم ملک الموت ویموت ملک الموت بلا ملک الموت۔ اور ان کے کلام کا بھی ظاہر یہی ہے کہ موت ملائکہ نفخ صور سے ہوگی۔ سوا حاملان عرش و چار مقرب فرشتوں کے۔ کہ یہ اس کے بعد وفات پائیں گے۔ حیث قال فی الفتوی المتعلقۃ بالملئکۃ بالنفخ فی الصور یموتون الا حملۃ العرش وجبریل واسرافیل ومیکائیل وملک الموت ثم یموتون اثر ذلک

اور دربارۂ آفرینش بھی اسی کا استظہار فرمایا۔ کہ ملائکہ ایک ہی دفعہ نہ بنے بلکہ ان کی پیدایش بدفعات ہے۔ حیث قال ظاھر السنۃ ان الملئکۃ لم یخلقوا دفعۃ واحدۃ۔ پھر احادیث ما نحن فیہ کے متعلق صرف سات ذکر فرمائیں۔ جن میں پانچ تو وہی ۲ و ۳ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ ہیں کہ مذکور ہوئیں دو تازہ ہیں۔ کہ فیض امام سے ان اٹھارہ میں ملا کر بیس کا عدد کامل کیجئے وللہ الحمد

(۱۹) ابو الشیخ وہب بن منبہ سے راوی۔ قال اللہ نھرا فی الھواء یسع الارضین کلھا سبع مرات فینزل علی ذلک النھر ملک من السماء فیملوہ ویسد ما بین اطرافہ ثم یغتسل منہ فاذا خرج منہ قطرمنہ قطرات من نور فیخلق اللہ من کل قطرۃ منھا ملکا۔ یسبح للہ بجمیع تسبیح الخلائق کلھم اللہ تعالیٰ او

تبارک کی ایک نہر ہوا میں ہے۔ اگر سب زمینیں مل کر سات دفعہ اسمیں سما جائیں اس نہر پر آسمان سے ایک فرشتہ اترتا ہے۔ کہ اپنی جسامت سے اُسے بھر دیتا ہے۔ اور اس کے سب کنارے بند کر دیتا ہے۔ پھر اس میں نہاتا ہے۔ جب باہر آتا ہے۔ تو اس سے نور کی بوندیں ٹپکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ بناتا ہے۔ کہ تمام مخلوقات کی تسبیح کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔

(۲۰) وہی علاء بن ہارون سے راوی قَالَ لِجبریل کُلّ یوم انغمس فِی الکوثر ثمّ ینتقض فکل قطرۃ یخلق منھا ملکٌ جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر روز کوثر میں ایک ڈبکی لگا کر پر جھاڑتے ہیں۔ ہر بوند سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔ اس کے متعلق بحمد للہ ایک اور حدیث یاد آئی

(۲۱) ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ کتاب الثواب میں امام جعفر صادق وہ اپنے والد ماجد۔ وہ اپنے جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ حضور والا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم فرماتے ہیں۔ مَا اَدْخَلَ رَجُلٌ عَلٰی مُؤمِنٍ سُرُوْرًا اِلَّا خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَیُوْخِذُہٗ السُّرُوْرَ مَلَکٌ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَیُوْخِذُہٗ فَاِذَا صَارَ الْعَبْدُ فِیْ قَبْرِہٖ اَتَاہُ ذٰلِکَ السُّرُوْرُ الحدیث جو کوئی شخص کسی مسلمان کو خوش کرے۔ اللہ عزّ و جل اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ کہ اللہ عزّ و جل کی عبادت و توحید کرتا رہتا ہے جب وہ بندہ قبر میں جاتا ہے۔ یہ فرشتہ اس کے پاس آ کر کہتا ہے کیا مجھے پہچانتا ہے۔ میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی۔ آج میں وحشت میں تیرے دل کو بہلاؤں گا۔ اور تیری محبت

تجھے سکھاؤں گا۔ اور قول ایمان پر تجھے ثابت کروں گا۔ اور قیامت کے ہر مشہد میں میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ اور اللہ عزّ وجلّ کے نزدیک تیری شفاعت کروں گا۔ اور جنت میں تیرا مکان تجھے دکھاؤں گا۔ غرض بڑی عظمت والا ہے بادشاہ عرش عظیم کا۔ رب ملک و روح کریم کا سب خلق سے جن لینے والا محمّد رسول اللہ رؤف و رحیم کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وصحبہ و بارک وکرم واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جلّ مجدہ اتمّ واحکم۔

فقط

تمت

مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّة مع اردو ترجمہ مَا اَنْعَمَ عَلَى الْاُمَّة

المعروف بہ

ایامِ اسلام

مکمل پانچ روپے — صرف عربی ڈھائی روپے — صرف ترجمہ اردو تین روپے

شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی یہ نایاب اور بیمثال کتاب ادارہ نے عربی مع اسکے ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہے جسمیں سال بھر کے ایام وماہ کے بیش بہا فضائل اسلامی تہوار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا مفصل بیان معراج مبارک، سیدنا امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی شہادت کا صحیح ترین تذکرہ سکے علاوہ، رمضانِ مبارک کے روزے، تراویح ختم قرآن، شش عید کے روزوں پر مکمل بحث فرماتے ہوئے مذہب حق اہل سنت وجماعت کی پوری تائید فرمائی ہے، اس کے سوا، زمانہ جاہلیت کی مشرکانہ رسومات ومعتقدات، شگون وفال اور ستاروں کی تاثیرات کے متعلق جو اوہام ہائے پائے جاتے ہیں مدلل رد وابطال ہے۔

نصاریٰ کے ایک بد پرست اعتراض کا جواب و ران پر بڑے بڑے اعتراضات کا مجموعہ

رسالہ مسمی بنام تاریخی

الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام

۱۳۱۵ھ

ازاعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتا

حضرت اقدس قبلہ و کعبہ مدظلہٗ دست بستہ تسلیم رسانی کے بعد التجا ہے ایک ضروری مسئلہ جلد اندر ہفتہ مدلل و مکمل عقلی و نقلی طور پر لکھ کر ایک مسلمان کی جان بلکہ ایمان کی حفاظت کیجئے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ایک پادری کا کہنا ہے کہ قرآن میں ہے کہ پیٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ ذکور سے ہے یا اناث سے ہے حالانکہ ہم نے ایک آلہ نکالا ہے جس سے سب حال معلوم ہو جاتا ہے اور پتہ ملتا ہے۔

کمترین خادمان عبدالوحید حنفی الفردوسی منتظم تحفہ عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ۔ وَالصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ الْاَنْبِیَاءِ۔ اَلَّاتِیْ بِکِتَابٍ مُّبِیْنٍ فِیْهِ رَحْمَةٌ وَّشِفَاءٌ وَّمَاحَظَّ الْکٰفِرِیْنَ مِنْهُ اِلَّا نِقْمَةٌ وَشِقَاءٌ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ الْاَتْقِیَاءِ۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِهِمْ سُعَدَاءُ مَاجَنَّ جَنِیْنٌ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ بَیْنَ غِشَاءٍ وَّغِطَاءٍ اٰمِیْن

الجواب

مولٰنا حامی سنت ماحی بدعت اکرمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ جل وعلا سورہ آل عمران شریف میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ بیشک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں وہی ہے جو تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جیسا چاہے کوئی سچا معبود نہیں۔ مگر وہی زبردست حکمت والا۔ سورہ رعد شریف میں فرماتا ہے اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ط وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ اللہ جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جتنے سمٹتے ہیں پیٹ اور جتنے پھیلتے یا جو کچھ گھٹتے ہیں اور جو کچھ بڑھتے اور ہر چیز اس کے یہاں ایک اندازے سے ہے جاننے والا نہاں اور عیاں کا سب سے بڑا بلندی والا۔ سورہ حج شریف میں فرماتا ہے وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں مادہ کے پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک مقرر وعدے تک سورہ لقمٰن شریف میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ

الغَیْثَ ج وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔ اور کسی کو اپنی خبر نہیں کہ کہاں مرے گا بے شک اللہ ہی ہے جاننے والا خبردار۔ اور سورہ ملئکہ شریف میں فرماتا ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ جَعَلَکُمْ اَزْوَاجًا ط وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِہٖٓ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ۝ اللہ نے بنایا تمہیں مٹی سے پھر منی سے پھر کیا تمہیں جوڑے اور نہیں گابھ ہوتی کوئی مادہ اور نہ جنے مگر اس کے علم سے اور نہ عمر دیا جائے کوئی عمر والا اور نہ گھٹایا جائے اسکی عمر سے مگر سب لکھا ہے ایک نوشتہ میں بیشک یہ سب اللہ کو آسان ہے۔ اور سورہ حم السجدہ شریف میں فرماتا۔ اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ ط وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَکْمَامِہَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ اللہ ہی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلاف سے اور نہ پیٹ رہے کسی مادہ کو اور نہ جنے مگر اس کی آگاہی سے اور سورہ والنجم شریف میں فرماتا ہے ھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّہٰتِکُمْ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ۝ اللہ خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے بنایا تم کو زمین سے اور جب تم چھپے ہوئے تھے ماں کے پیٹ میں تو آپ اپنی جان کو ستھرا نہ کہو اسے خوب خبر ہے کون پرہیزگار ہوا۔ آیات کریمہ میں

مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ اپنے بے پایاں علوم کے بیشمار اقسام سے ایک سہل قسم کا بہت
اجمالی ذکر فرماتا ہے۔ کہ ہر مادہ کے پیٹ[1] میں جو کچھ ہے سب کا سارا حال پیٹ
میں رہتے وقت اور اس[2] سے پہلے اور پیدا[3] ہوتے اور پیٹ میں رہتے اور جو کچھ
اس پر گزرا اور گزرنے[4] والا ہے جتنی عمر پائیگا جو کچھ کام کرے گا جبتک پیٹ[5] میں
رہیگا۔ اس کا اندرونی[6] بیرونی ایک ایک عضو ایک ایک پرزہ جو صورت دیا
گیا جو دیا جائیگا ہر ہر[7] رونگٹا جو مقدار مساحت وزن پائے گا۔ بچے کی لاغری
فربہی غذا حرکت خفیفہ زائدہ انبساط انقباض اور زیادت وقلت خون طمث
وحصول فضلات وہوا ورطوبات وغیرہا کے باعث آن آن پر پیٹ[8] جو
سمٹتے[9] پھیلتے ہیں غرض ذرہ ذرہ سب اسے معلوم ہے۔ ان میں نہ کہیں تخصیص
ذکور واناث کا ذکر نہ مطلق علم کی نفی وحصر تو یہ مہمل ومختل اعتراض یا درہوا
کہ بعض پادریان یا در بند ہوا کی تازہ گراہت ہے۔ اس کا اصل منشا معنی
آیات میں بے فہمی محض یا حسب عادت دیدہ ودانستہ کلام الٰہی پر افترا و تہمت
ہے۔ قرآن عظیم نے کہیں جگہ فرمایا ہے کہ کوئی کبھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح کسی
تدبیر سے اتنا نہیں معلوم کر سکتا کہ نر ہے یا مادہ اگر کہیں ایسا فرمایا تو نشان دو
اور جب یہ نہیں تو بعض وقت بعض اناث کے بعض حمل کا بعض حال بعض تدابیر سے
بعض اشخاص نے بعد حمل طویل اور عجز مدید کے بعض آلات بے جان کا نفیر

[1] سورۃ الملٰئکہ حم [2] سورۃ والنہار [3] سورۃ فاطر وحم السجدہ ۱۲ [4] سورہ رعد ولقمن والنجم ۱۲ [5] سورہ حج از شروع کریمہ وسورۃ ملٰئکہ وسورہ والنجم ۱۲ [6] سورہ لقمان والنجم ۱۲ [7] سورہ فاطر ۱۲ [8] سورۂ والنجم ۱۲ [9] سورۂ حج ۱۲ [10] سورہ آل عمران ۱۲ [11] سورہ رعد ۱۲ [12] ایضاً سورہ رعد ۱۲

ومحتاج ہو کر اس فانی وزائل وبے اصل وبے حقیقت نام کے ایک ذرہ علم وقدرت سے (کہ وہ بھی بارگاہ عالم وقدیر سے حصہ رسد چند روز سے چند روز کے لئے پائے اور اب بھی اسی کے قبضۂ اقتدار میں ہیں۔ کہ بے اس کے کچھ کام نہ دیں) اگر صحرا سے ذرّہ سمندر سے قطرہ معلوم کر لیا تو یہ آیات کریمہ کے کس حرف کا خلاف ہوا۔ وہ خود فرماتا ہے یعلم ما بَیْنَ ایدیہم وَمَا خلفهم وَلَا یحیطون بشی من علمہ الا بما شاء جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے کسی چیز کو مگر جتنی وہ چاہے۔ تمام جہان میں روزِ اول سے ابدالآباد تک جس نے جو کچھ جانا یا جانے گا سب اسی اِلَّا بِمَا شاء کے استثنا میں داخل ہے جس کے لاکھوں کروڑوں سر بفلک کشیدہ پہاڑوں سے ایک نہایت قلیل ذرہ بمقدار ذرّہ یہ آلہ بھی ہے۔ ایسا ہی اعتراض کرنا ہو تو بے گنتی گزشتہ وآئندہ باتوں کا جو علم ہم کو ہے اسی سے کیوں نہ اعتراض کیجے جو صیغہ یعلم ما فی الارحام میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے۔ بعینہ وہی صیغہ یعلم مَا بَیْنَ ایدِیہم وَمَا خلفهم میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آئے گا اور جو کچھ گزرا۔ جب ان بے شمار علوم تاریخی وآسمانی ملنے میں کسی عاقل مصنف کے نزدیک اس آیت کا کچھ خلاف نہ ہوا۔ نہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی پادری صاحب کو ان علوم کے باعث اس آیۂ کریمہ پر لب کشائی کا جنون اچھلا تو اب ایک ذرا سی آلہ نکال کر اس آیت کا کیا بگاڑ متصور ہو سکتا ہے ہاں عقل نہ ہو تو بندہ مجبور ہے یا انصاف نہ ملے تو انکھیارا بھی کور ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ثم اقول وباللہ التوفیق۔ مفصلاً حق واضح کو واضح تر کروں اصل یہ ہے کہ

کسی علم کی حضرت عزّ وجلّ سے تخصیص اور اس کی ذات پاک میں حصر اور اسکے غیر سے
مطلقاً نفی چند وجہ پر ہے اوّل علم کا ذاتی ہونا کہ بذاتِ خود بے عطائے غیر ہو
دوم علم کا غنا کہ کسی آلہ وجارحہ وتدبیر وفکر ونظر والتفات وانفعال کا اصلا
محتاج نہ ہو۔ سوم علم کا سرمدی ہونا کہ ازلاً ابداً ہو چہارم علم کا وجوب
کہ کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو پنجم علم کا ثبات واستمرار کہ کبھی کسی
وجہ سے اس میں تغیر تبدل فرق تفاوت کا امکان نہ ہو ششم علم کا
انتہائی غایت کمال پر ہونا کہ معلوم کی ذات ذاتیات اعراض احوال لازمہ
مفارقہ ذاتیہ اضافیہ ماضیہ آتیہ موجودہ ممکنہ سے کوئی ذرّہ کسی وجہ پر
مخفی نہ ہوسکے۔ ان چھ وجہ پر مطلق علم حضرت احدیت جل وعلا سے خاص
اور اس کے غیر سے قطعاً مطلقاً منفی یعنی کسی کو کسی ذرّہ کا ایسا علم جو ان چھ
وجوہ سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں جو کسی غیر الٰہی کے لئے
عقول مفارقہ ہوں خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرّے کا ایسا علم ثابت کرے
یقیناً اجماعاً کافر مشرک ہے۔ ان تمام وجوہ کی طرف آیات کریمہ میں باطلاق
کلمہ یعلم اشارہ فرمایا کہ یہاں علم کو مطلق رکھا اور مطلق فرد کامل کی طرف
منصرف اور علم کامل بلکہ علم حقیقی حق الحقیقۃ وہی ہے جو ان وجوہ ستہ
کا ہو اسی لحاظ پر ہے۔ وہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ
الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا جس دن اللہ عزّ و
جل رسولوں کو جمع کرکے فرمائے گا۔ تمہیں کیا جواب ملا عرض کریں گے ہمیں
علم نہیں کفار کے پاس ان محبوبانِ خدا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کا
تشریف لانا ہدایت فرمانا ان ملاعنہ کا تکذیب وانکار واصرار واستکبار
وبیہودہ گفتار سے پیش آنا کسے نہیں معلوم مگر حضرات انبیاء عرض کریں گے

لا علم لنا ہمیں اصلاً علم نہیں لا نفی جنس کا ہے سلب مطلق فرمائیں گے یعنی وہی علم کامل کہ حقیقت حقیقیہ علم اسی کا نام ہے اصلاً اس کا کوئی فرد ہمیں حاصل نہیں حق حقیقت تو یہ ہے جب اس سے تجاوز کرکے حقیقت عرفیہ یعنی مطلق دانستن کی طرف چلئے خواہ بالذات ہو یا بالغیر غنی ہو یا محتاج سرمدی ہو یا حادث ابدی ہو یا فانی واجب ہو یا ممکن ثابت ہو یا متغیر تام ہو یا ناقص بالکنہ ہو یا بالوجہ بایں معنی مطلق علم کہ ایک آدھ چیز کے جاننے سے بھی صادق زنہار مختص بحضرت عزت عظمتہ۔ نہیں نہ معاذ اللہ قرآن عظیم نے ہرگز کہیں اس کا دعویٰ کیا۔ بلکہ جس طرح معنی اول کا غیر کے لئے اثبات کفر ہے اس معنی کی غیر سے نفی مطلق بھی کفر ہے کہ یہ خود صدہا نصوص قرآن عظیم بلکہ تمام قرآن عظیم بلکہ تمام ملل وشرائع وعقل ونقل وحس سب کی تکذیب ہوگی۔ قرآن عظیم نے اپنے محبوبوں کے لئے بے شمار علوم عظیمہ ثابت فرمائے اور ان کے عطا سے منت رکھی قَالَ تعالیٰ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ اور سکھا دیا اللہ نے تجھے جو تجھے معلوم نہ تھا۔ اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ○ اور فرشتوں نے ابراہیم کو مژدہ دیا علم والے لڑکے کا وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ اور بے شک یعقوب علم والا ہے ہمارے علم وعطا فرمانے سے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا سکھا دئیے آدم کو سب نام وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ○ اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم واسحق ویعقوب قدرت والوں اور علم والوں کو يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ درجٰت بلند کرے گا اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کو اور ان کو جنہیں

علم عطا ہوا درجوں ہیں۔ بلکہ عام بشر کو فرماتا ہے الرحمٰن ہ علم القرآن خلق الانسان ہ علمہ البیان ہ رحمان نے سکھایا قرآن بنایا آدمی اسے بتایا بیان۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ہ سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تعلمون شیئًا و جعل لکم السمع وَالْاَبصار وَالْاَفْئدۃ ہ لعلکم تشکرون ہ اللہ نے نکالا تمہیں ماں کے پیٹ سے نرے ناداں اور دیئے تمہیں کان اور آنکھیں اور دل شاید تم حق مانو۔ بلکہ عام تر فرماتا ہے الم تر ان اللّٰہ یسبح لہٗ من فی السموات والارض والطیر صٰفّٰت کل قد علم صلاتہ وَ تسبیحہٗ۔ وَاللّٰہ علیم بما یفعلون ہ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی پاکی بولتے ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں اور پرندے پر باندھے سب نے جان لی ہے اپنی نماز و تسبیح اور اللہ کو خوب خبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ تو کوئی اندھے سے اندھا بھی کسی آیت کا یہ مطلب نہیں کہہ سکتا کہ بایں معنی مطلق علم کو غیر سے نفی فرمایا ہے ہاں اس معنی پر علم مطلق غیر سے ضرور مسلوب اور یہ وجہ ہفتم حصر وتخصیص کی ہے یعنی تمام موجودات و ممکنات و مفہومات و ذوات و صفات و نصب و اضافات و واقعیات و موہومات غرض ہر شیٔ و مفہوم کو علم کا عام و تام و محیط و مستغرق ہونا کہ غیر متناہی معلومات کے غیر متناہی سلاسل اور ہر سلسلے کے ہر فرد سے غیر متناہی علوم متعلق اور یہ سب نا متناہی نا متناہی علوم معًا حاصل ہوں جن کے احاطے سے کوئی فرد اصلا خارج نہ ہو جیسے فرماتا ہے وَاَنَّ اللّٰہَ قد احاط بکل شیئٍ علمًا بیشک اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہوا اور فرماتا ہے عٰلِمُ الغیب لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض ولا اصغر من ذٰلک

وَلَآ اَکْبَرُ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ جانتے والا ہر چھپی چیز کا اس سے چھپی نہیں کوئی ذرہ بھر چیز آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر سب ایک روشن کتاب میں ہے۔ ایسا علم بھی غیر کیلئے محال اور دوسرے کے واسطے اسکا اثبات کفر و ضلال کما بیناہ فی رسالتنا مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید بالجملہ مولی سبحنہ و تعالی نے اس وجہ ہفتم کی طرف اشارہ فرمایا کل انثی میں کلمہ کل اور ماتحمل من انثی میں نکرہ منفیہ پھر تاکید بہ من اور مَا فِی الْاَرْحَامِ عموم ما اور لام استغراق سے وعلی ہذا القیاس اب آلہ محدثہ کی طرف چلئے فبراس پر مطلع نہ ہوا نہ کسی سے اس کا کچھ حال سنا ظاہر ایسی صورت نہیں کہ جنہیں رحم میں بحال وَفِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تین اندھیریوں میں لپٹے ہے اور بذریعہ آلہ مشہود ہو جائے۔ اس کا جسم بالتفصیل آنکھوں سے نظر آئے کہ بعد میں علوق فم رحم سخت منضم ہو جاتا ہے جس میں میں سر بہ بدقت جائے اور اس جائے تنگ وتار میں جنیں محبوس ہو جاتا ہے وہ بھی یوں نہیں بلکہ اس پر تین غلاف اور چڑھے ہوتے ہیں ایک غشائے رقیق ملاتی جسم جنیں جس میں اس کا فضلہ عرق جمع ہو جاتا ہے اس پر ایک اور حجاب اس سے کثیف تر مسمی بہ غشائے لفائی جس میں فضلہ بول جمع رہتا ہے اس پر ایک اور غلاف اکثف کہ سب کو محیط ہے جسے مشیمہ کہتے ہیں ایسی حالت میں بدن نظر کرنے کا کیا محل ہے تو ظاہراً اسلے کا محصل صرف بعض علامات و امارات ممیزہ منجملہ خواص خارجیہ کا بتانا ہوگا جن سے ذکورت و انوثت کا قیاس ہو سکے جیسے رحم کی تجویف ایمن یا ایسر میں حمل کا ہونا یا اور بعض تجربیات کہ تازہ حاصل کئے گئے ہوں اگر اسی قدر ہے جب تو کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی مجربین قیاسات فارقہ رکھتے تھے جیسے دہنے یا بائیں طرف جنیں کی بیشتر جنبش یا حاملہ کی پستان راست یا چپ کے حجم میں افزایش یا سر ہائے پستان میں سرخی

یا اودا ہٹ آنا یا رنگ زردئے زن پر شادابی یا تیرگی چھانا یا حرکات زن میں خفت یا ثقل پانا یا قارورے میں اکثر اوقات حمرت یا بیاض غالب رہنی یا عورت کے خلاف عادت بعض اطعمہ جیدہ یا ردیہ کی رغبت ہونی یا پشم کبود میں زرا وند مدتوق بعسل سرشتہ کا صبح علی الریق حمول اور ظہر تک مثل صائم رہ کر مزہ دہن کا امتحان کہ شیریں ہو یا تلخ الی غیر ذلک مما یعرفہ اہل الفن و لکل شروط یراعیہا البصیر فیصیب الظن اور عجائب صنع الٰہی جلت حکمتہ سے یہ بھی محتمل کہ کچھ ایسی تدابیر القا فرمائی ہوں جن سے جنین مشاہدہ ہی ہو جاتا ہو مثلاً بذریعہ قواسر پانچواں حجابوں میں بقدر حاجت کچھ توسیع و تفریج دیکر رو شنی پہنچا کر کچھ شیشے ایسی اوضاع پر لگائیں کہ باہم تادیۂ عکوس کرتے ہوئے زجاج عقرب پر عکس لے آئیں یا زجاجات متخالفۃ الملا ایسی وضعیں پائیں کہ اشعۂ بصریہ کو حسب قاعدۂ معروضہ علم مناظر انعطاف دیتے ہوئے جنین تک لیجائیں جس طرح آفتاب کا کنارہ کہ ہنوز افق سے دور اور مقابلۂ نظر سے محجوب و مستور ہوتا ہے بوجہ اختلاف ملا و غلظت عالم النسیم ہمیں محاذات بصر سے پہلے ہی نظر آجاتا اور طلوع حقیقی سے طلوع مرئی کہ وہی ملحوظ فی الشرع ہے بیشتر ہوتا ہے یونہیں جانب غروب بعد زوال محاذات و وقوع حجاب بھی کچھ دیر تک دکھائی دیتا اور غروب مرئی معتبر فی الشرع غروب حقیقی کے بعد ہوتا ہے۔ و لہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے جب کبھی مواعرات زیجیہ سے محاسبہ کیا اور اسے مشاہدۂ بصری سے ملایا ہے ہمیشہ نہار عرفی کو نہار نجومی پر اس سے بھی زائد پایا ہے جو طرفین طلوع و غروب میں تفاوت افقین حسی و حقیقی بحسب ارتفاع قامت معتدلہ انسانی و تفاصیل نیم قطر فاصل میان حاجب و مرکز کا مقتضی ہے۔ نیز اسی لئے فقیر کا مشاہدہ ہے کہ قرص شمس تمام و کمال بالائے افق مشہود ہونے پر بھی ظلمت شب مطلع و

مغرب میں نظر آتی ہے۔ حالانکہ تحرو ظلی وشمس میں ہرگز تیم دورسے کم نہیں بلکہ فصل ہیں اور اختلاف منظر آفتاب غایت قلت میں ہے کہ مقدار عشر قطر تک بھی نہیں پہنچتا خیر کچھ بھی ہو ہم یہی صورت فرض کرتے ہیں کہ تحرد کسی امارت خارجہ کی بنا پر قیاس ہی نہیں بلکہ بذریعہ آلہ اعضائے جبیں یا چناں وچنیں حیایات وکمین مشہود ہو جاتے ہیں بہرحال آخر تمام منشا ومبنائے اعتراض یہی صرف اس قدر کہ جو علم قرآن عظیم نے مولی سبحنہ وتعالیٰ کے لئے خاص مانا تھا ہمیں اس آلے سے حاصل ہو جاتا ہے حالانکہ ذرا اللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا آہ کیا بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے وہ تو نہیں کہتے مگر جھوٹ۔ ہم پوچھتے ہیں اس آلے سے تم کو اتنا ہی علم دیا جو وجہ ہشتم عام وشامل ہیں ہے جس کا باری عزّ وجلّ سے خاص جاننا محال اور خود بحکم قرآن عظیم کفر وضلال تھا جب تو اعتراض کتنا مالیخولیا اور کس درجہ کا جنون ہے کہ سرے سے مبنی ہی باطل وملعون ہے۔ اس قسم علم یعنی دانستن کو اگرچہ کیسا ہی ہو حضرت عزت عظمتہ سے قرآن عظیم نے کب خاص مانا تھا اس قسم کے کروروں علم عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآن عظیم خود غیر خدا کے لئے انھیں ثابت فرماتا ہے ایک اس کے ملنے میں کیا نئی شاخ نکلی کہ آیت الٰہی کا خلاف ہو گیا یہ بھی اس علم الانسان ما لم یعلم کے ناپید اکنار صحراؤں سے ایک ذلیل ذرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سکھایا آدمی کو جو اسے معلوم نہ تھا۔ دیکھو تمہیں ابھی آیت سنا چکا ہوں کہ اللہ نے تمہیں نکالا ماں کے پیٹ سے جاہل کہ کچھ نہ جانتے تھے پھر تمہیں عقل وہوش وچشم وگوش دیئے کہ اس کا حق مانو تم نے اچھا حق مانا کہ اسی کی برابری کرنے لگے اور اگر یہ مقصود کہ اس سے تمہیں ان سات وجوہ مخصوصہ بحضرت باری عزّ وجلّ سے کسی وجہ کا علم مل گیا تو یہ بھی سے

بھی لاکھوں درجہ بدتر جنون ہے۔ کیا یہ علم تمہارا ذاتی ہے عطائے الٰہی سے نہیں اہلِ کتاب کہلاتے ہو شاید ایسا خدائی دعویٰ تو نہ کرو ابھی چند روز ہوئے تم اس آلے سے جاہل تھے۔ اللہ عزّ وجل نے تمہیں تمہاری بساط کے لائق عقل دی ریاضی سکھائی دنیا کمانے کی راہ بتلائی تمہارے ذہن میں اس کا طریقہ ڈالا آنکھیں ہاتھ جوارح دیئے جن کے ذریعہ سے کام کر سکو جس چیز کا کوئی آلہ بناؤ اور جس چیز پر اسے استعمال میں لاؤ انھیں تمہارے لئے مسخر کیا اسباب مہیا کر کے تمہارے دل میں اس کا خیال ڈالا پھر تمہارے جوارح کو کام کی طرف مصروف فرمایا پھر محض اپنی قدرت کاملہ سے بنا دیا اور اس کا بننا تمہارے ہاتھوں پر ظاہر ہوا تم سمجھے ہم نے اپنی قدرت اپنے علم سے بنا لیا اندھے ہمیشہ ایسا ہی سمجھا کرتے ہیں جو ظاہری سبب کے غلام اور حلقہ بگوش اور مسبب و خالق و عالم و قادرِ حقیقی سے غافل و بیہوش ہیں۔
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ جیسے قارون ملعون جسے اللہ عزّ وجل نے بےشمار خزانے دیئے دنیا بھر کی نعمتیں بخشیں جب اس سے کہا گیا اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ بھلائی کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی۔ تو کافر کیا بکتا ہے اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو مجھے آتا ہے۔ پھر بدلا دیکھا کس مزے کا چکھایا فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ دھنسا دیا ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ ہوئے اس کے کچھ یار کہ اسے بچا لیتے اللہ کی گرفت سے اور نہ وہ مدد لا سکا۔ اور اس علم کا عنی نہ ہونا خود یہی کہ ایک بےجان آلے کی بودگی پر ہے۔ جب تک آلہ نہ تھا تو ڈاکٹر صاحب کچھ نہ کہہ سکتے تھے کہ میم صاحب کے پیٹ میں مس مبڈلم ہے یا باوا لوگ۔

ازلی ابدی واجب کیسے کہہ سکتے ہو۔ جب تم خود ہی حادث فانی باطل ہو
ازلی بڑی چیز ہے۔ ایام حمل ہی میں مدتوں اپنے جہل وعجز کا اقرار کرنا پڑے گا
جب تک نطفہ صوت نہ پکڑے پانی کی بوند یا خون بستہ یا گوشت کا ٹکڑا رہے
ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری کچھ نہیں چل سکتی کہ نر نظر آتا ہے یا مادہ۔

کیا ۵ تمہارا علم ثابت ونا قابل نقصان وزیادت ہے استغفر اللہ قبل
مشاہدہ کی حالت کو مشاہدہ اجمالی مشاہدہ اجمالی کو نظر تفصیلی نظر تفصیلی
بالائی کو نظر بعد تشریح عملی سے ملاؤ۔ حالت التفات وذہول کا فرق دیکھو پھر
طریان نسیان تو سرے سے ارتفاع ہے کیا ۶ تمہارا علم کامل ہے حاش للہ
اضافات بتانے کی کیا قدرت کہ وہ غیر متناہی ہیں۔ مثلاً اس کے بدن کا کوئی
ذرہ لے لیجئے اور اس کی ماں کے بدن اور تمام اجسام عالم میں جتنے نقطے فرض
کئے جاسکتے ہیں اس کے بدن کے ہر ذرہ کا اس ہر نقطہ ارضی وسماوی وشرقی
وغربی وجنوبی وشمالی ونزدیک ودور وموجودہ وحال وماضی واستقبال
سے بُعد بتاؤ یہ لا تعداد لا تحصی خطوط جو ہر نقطہ جسم جنین سے تمام نقاط
عالم تک نکل کر بے حد وبے شمار زاویے بناتے آئے۔ ہر زاویے کی مقدار
بولو۔ نہ سہی یہی بتاؤ کتنے خطوط پیدا ہوں گے۔ نہ سہی یہی کہدو کہ تمام اجسام
جہان میں کتنے نقطے نکلیں گے نہ سہی اتنا ہی کہو کہ صرف جنین کے بدن میں
کس قدر نقاط مانے جائیں گے اور جب یہ ادنیٰ علم جو علوم الٰہیہ متعلقہ بجنین کے
کرور ہا کرور کے حصوں سے ایک حصہ بھی نہیں ایک جنین میں بھی اس قلیل کے
اقل القلیل حصہ کا جواب نہیں دے سکتے اگرچہ دنیا بھر کے ڈاکٹر وساڈری
اکٹھے ہو جاؤ تو باقی علوم کی کیا گنتی ہے۔ حالانکہ واللہ العظیم یہ تمام علوم
تمام نسبتیں تمام خطوط تمام نقاط تمام زاویئے تمام مقادیر گزشتہ وموجودہ

وآئندہ تمام جن و بشر و حیوانات کے تمام حملوں میں رب العزت آن واحد میں معًا تفصیلًا ازلًا ابدًا جانتا ہے اور یہ اس کے بحار علوم سے ایک قطرہ بلکہ بے شمار یم سے ادنیٰ نم ہے اور یہ سب کا سب مع ایسے ایسے ہزار ہا علوم کے جن کی اجناس کلیہ تک بھی وہم بشری نہ پہنچ سکے شمار افراد درکنار سب انھیں دو کلموں کے شرح میں داخل ہیں کہ یعلم ما فی الارحام جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں ہے تمہاری تنگ نظری کوتاہ فہمی دو لفظ دیکھ کر ایسے سستے سمجھ لئے کہ ایک آلہ کی ناچیز و بے حقیقت ہستی پر علم ارحام کے مدعی بن بیٹھے ہاں تعصب وا ضافات کو جانے دو کہ نامتناہی ہیں معدود و محدود ہی اشیاء بتاؤ اور وہ بھی کسی ایک جنین کی نسبت اور وہ بھی خاص اپنے گھر کے آدمی کو گھر کا حال خوب معلوم ہوتا ہے اپنا اور اپنی جورو کا واقعہ تو خود اسی پر گزرا اس کے سامنے ہی گزرا اور اوپر سے مدد دینے کو آلہ موجود کوئی پادری صاحب آلہ لگا کر بولیں کہ جس وقت ان کی میم صاحب کو پیٹ رہا نطفہ کتنے وزن کا گرا تھا۔ اس میں کتنے حیوان منوی تھے۔ گرتے وقت رحم کے کس حصہ پر پڑا رحم میں کتنی دیر بعد حمل دلقرہ میں مستقر ہوا جب سے اب تک کتنا خون حیض اس کے کام آیا یہ اصل نطفہ کس کس غذا کے کس کس کے جز اور کتنے وزن کا فضلہ تھا وہ کہاں کی مٹی سے پیدا ہوئی تھی کھانے کے کتنے دیر بعد اس نے صورت نطفیہ غذ کی تھی جب سے اب تک ایک ایک منٹ کے فاصلہ پر اس کی وزن و مساحت و ہیات میں کیا کیا اور کتنا کتنا تغیر ہوا حوادث مذکورہ بالا کے باعث جب سے اب تک میم صاحبہ کے رحم تشریف گئے بار اور کتنی کتنی دیر کو اور کس کس قدر سمٹی پھیلی بچہ کتنی دفعہ اور کس کس قدر اور کدھر کدھر کو پھر پھرایا ہر جنبش پر وضع اعضا میں کیا کیا تغیر ہوا یہی سب احوال اب سے پیدا ہونے تک کس

کس طرح گزریں گے۔ منٹ منٹ پر وضع و وزن و مساحت و مکان و حرکت و سکون و غذا و احوال جنین و رحم میں کیا کیا تغیرات ہوں گے یا وہ لڑکا رحم شریف میں کب تک بسیں گے کس گھنٹے منٹ سکنڈ بھر ڈ پر برآمد ہوں گے پہلے کونسا عضو آگے بڑھائیں گے۔ اس وقت کتنے فربہ کتنے دراز ہوں گے دروازہ برآمد کی وسعت کس مقدار مخصوص تک چاہیں گے۔ آسانی گزر کو کتنی رطوبت کی پچکاری ساتھ لائیں گے۔ آپ کئے بار زور لگائیں گے مہم صاحب سے کتنے کرائیں گے کونسی چیخ پر باہر آئیں گے برآمد بھی ہوں گے یا پہلے ہی گر جائیں گے جی بچے تو کیا عمر پائیں گے کہاں کہاں بسیں گے کیا کیا کھائیں گے کس کس مشن میں لونڈے پڑھائیں گے إلى غير ذالك مما لا يعد ولا يحصى واللہ کہ تمام عالم کی تمام ماضی و موجودہ و مستقبل حملوں رحموں کے ایک ایک ذرہ احوال مذکورہ و غیر مذکورہ گزشتہ و موجودہ و آئندہ کو رب العزت عزوجل کا علم ازلاً ابداً معاً تفصیلاً محیط ہے اور یہ سب انھیں دو پاک کلمہ يعلم ما في الارحام کی شرح میں داخل۔ تم اپنے ہی گھر کے ایک ہی پیٹ کے مختصر احوال کے کروڑ حصّوں سے ایک حصہ کا بھی ہزاروں حصہ نہیں بتا سکتے اور عالم ارحام بننے کے بعد مدعی نہ سہی ماضیہ و آئندہ کو بھی جانے دو صرف موجودہ ہی لو اور حالات میں بھی فقط موجودہ ہی پر قناعت کرو۔

کیا انھیں کو تمہارا علم عام ہے سبحن اللہ اولاً ان کا بھی علم بالفعل کہاں تمام عالم میں جتنے حمل اس وقت موجود ہیں سب کی گنتی تو کوئی بتا ہی نہیں سکتا سب کے حال پر اطلاع کجا ثانیاً اچھا علم بالفعل سے بھی گزرو۔ صرف بذریعۂ آلہ امکان علم ہی پر قناعت کرو کہ گو ہمیں کچھ معلوم نہیں مگر جو پاس آئے اور قدرت ملے تو آلہ لگا کر جان سکتے ہیں اگرچہ صاف ظاہر

کہ یہ علم نہ ہوا کھلا جہل و اقرار جہل ہوا تاہم موجود حملوں میں آدمی کے حمل اور ہر گونہ جانور طیر و وحش و سباع و بہائم و ہوام سب کے سب گابھ داخل ذرا کوئی پادری صاحب آلہ آپ لگا کر یا کسی ڈاکٹر صاحب سے لگوا کر بتائیں تو کہ چیونٹی کے پیٹ میں کتنے انڈے ہیں انمیں کتنی چیونٹیاں کے چیونٹے ہیں۔ ایک چیونٹی کیا خفاش کے سوا سب پرند اور تیر مچھلیاں، سانپ، گرگٹ، گوہ، ناکا سقنقور وغیرہا لاکھوں جانور کہ انڈے دیتے ہیں پادری صاحب کی حکمت سب جگہ بیکار ہے کیا یہ یعلم مَا فِی الارحام میں داخل نہ تھے تنا لنًا اور اتر دل فقط بچے ہی والوں پر قناعت سہی کیا ان سب کے پیٹ آلے کے قابل ہیں رالعًا خامسًا تا عاشرًا وغیرہ) اس سے بھی در گزر کر دل فقط قابل آلہ بلکہ فقط انسان بلکہ فقط امریکہ یا انگلستان بلکہ فقط پادریان بلکہ فقط پادری فلاں بلکہ ان کے گھر کا بھی فقط ایک ہی پیٹ وہ بھی فقط اسی وقت جب بچہ خوب بن لیا اور اپنی نہایت تصویر کو پہنچ چکا اور وہ بھی فقط اتنی ہی دیر کے لئے جب کہ میم صاحب کے پیٹ میں آلہ لگا ہوا ہے کام کر دں اب تو لاکھوں عموم کے دریا سمٹ کر صرف بالشت بھر کی ایک ہی گڑھیا کی تلاش رہ گئی کیوں پادری صاحب کیا آپ کے مافی الرحم میں صرف بچہ کا آلہ تناسل داخل ہے کہ نر یا مادہ بتایا اور یعلم مَا فِی الارحام صادق آیا اس کے اعضائے اندر ونی کیا رحم میں نہیں جنین کے دل و دماغ گردے شش سپرز مثانے تلّے امعا معدے رگ پٹھے عظم عضلے ایک ایک پرزے کا وزن مقدار مساحت طول و عرض عمق فربہی لاغری کے اختلافات غرض سب حالات صحیح صحیح محقق مفصل نہ فقط شرابی کی زق زق یا اندھے کی اٹکل بیان کرو۔ اچھا جانے دو اندرونی اعضاء سے آلہ و آلہ پرست سب کورے کورہیں بیرونی ہی سطح کا حصّہ سہی۔ بولو مس میڈم جو پیٹ میں جلوہ آرا ہیں ان کے

سر پر کتنے بال ہیں ہر بال کا طول کس قدر عرض کتنا عمق کس قدر وزن کتنا جلد میں مسام کتنے ہیں ہر سوراخ کے ابعاد ثلثہ کیا کیا ہیں ان میں کتنے باہم ایک دوسرے سے $\frac{9}{13}$ کی نسبت رکھتے ہیں ہر ایک باقی سے کتنا متفاوت ہے بغل اور سینے اور ران اور پیڑو دونوں لب بالا چار ولب زیریں وغیرہا جوڑوں وصلوں میں ایک ایک کا زاویہ کس حد و نہایت تک پھیل سکتا ہے۔ کے درجے دقیقے ثانیے عاشرے وغیرہا تک پہنچتا ہے۔

دس تجاویف ظاہرہ ہیں طبعاً وقسراً کہاں تک پھیلنے کی قابلیت ہے کہ اس سے ذرہ بھر قسر زائد واقع ہو تو قطعاً خارق ہو اور اس حد تک یقیناً تحمل کے قابل ولائق ہو۔ تجاویف حاصلہ وتجاویف صالحہ میں ہر جگہ کتنا تفرقہ ہے الی غیر ذلک من الاحوال الزاہرۃ فی السطوح الظاہرۃ۔ یہ تمام تفاصیل تو يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ کے لاکھوں سمندروں سے ایک خفیف قطرہ بھی نہیں اسی کو بتادو۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ■ پھر اگر نہ بتاؤ اور اگر ہرگز نہ بتا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن ہیں آدمی اور پہاڑ تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ بالجملہ اس اعتراض کی ایک بہت ناقص نظیر یہ ہو سکتی ہے کہ بادشاہ تمام روئے زمین اپنی مدح کرنے میں ہوں مالک خزائن عامرہ میں ہوں صاحب اموال متکاثرہ میرے لئے ہیں بلاد وقریے کے محصول پہاڑوں کے حاصل صحراؤں کی کانیں دریاوں کے محاصل یہ سنکر ایک بے ادب گستاخ فقیر قلاش گداگر بے معاش لنجا لولا اندھا سیولی چوتڑوں کے بل گھسیٹتا بادشاہ ہی کے کسی گاؤں میں بادشاہی کی رعیت سے ہاتھ پاؤں جوڑ کر بادشاہ ہی کے دیئے ہوئے مال سے ایک پھوٹی کوڑی مانگ لائے اور

سربازار تالیاں بجائے کہ لیجئے بادشاہ تو اپنے ہی آپ کو مالک خزائن و اموال و محاصل معادن وبحار وجبال بتاتا تھا یہ دیکھو مدتوں مصیبت جھیل کر پاپڑ بیلکر ہمنے بھی ایک کانی کوڑی پائی ہے کیوں ہم بھی مالک خزائن و محاصل بحار ہوئے یا نہیں مسلمانو نہ فقط مسلمانو ہر قوم کے عاقلو کیا اس اندھے کا ہلکا سا لقب مجنوں نہ ہوگا۔ اس سے نہ کہا جائے گا کہ او بے عقل اندھے کیا بادشاہ نے کہیں یہ فرمایا تھا کہ ہمارے خزانہائے عامرہ کے سوا ممکن نہیں کسی کے پاس کی پھوٹی کوڑی نکل سکے اگرچہ ہماری عطا کی ہوئی ہو۔ حاش للہ سلطان نے تو خود صاف فرما دیا ہے کہ ہم نے اپنی رعایا کو بہت اموال کثیرہ عطایائے عزیزہ انعام فرمائے ہیں اور ہمیشہ فرمائیں گے۔ ہاں اصل مالک ہمارے سوا کوئی نہیں نہ ہمارے برابر کسی کا خزانہ ہو او مجنون اندھے کیا یہ بھیک کی کوڑی لاکر تو اس کا ذاتی مالک بے عطائے سلطانی ہو گیا۔ یا اس پھوٹی کوڑی سے تیرا مال خزائن شاہی کے برابر ہو گیا۔ اور جب کچھ نہیں تو کس ملعون کے بنا پر فرمان شاہی کی تکذیب کرتا اور قہر جبار قہار سے نہیں ڈرتا ہے۔ ہاں ہاں یہ پادری معترض اس اندھے سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ اندھا فقیر اور وہ بادشاہ کبیر دونوں ان باتوں میں کانٹے کی تول برابر ہیں۔ کہ دونوں مالک بالذات نہیں دونوں مالک حقیقی نہیں۔ دونوں کی ملک مجازی حادث دونوں کی ملک فانی زائل دونوں حقیقت میں نرے محتاج دونوں بے شمار خزانوں کے مجازاً بھی مالک نہیں پھر اس کوڑی کو اس کے خزائن سے ایک نسبت ضرور ہے کہ دونوں معدود دونوں محدود اور ہر متناہی کو دوسرے متناہی سے کچھ نسبت ضرور دے سکتے ہیں اگرچہ نسبت نما ہیں ہزار صفر لگا کر بخلاف علم حقیقی خالق و علم اسمی مخلوق جن میں اصلا کوئی تناسب ہی نہیں وہ ذاتی یہ عطائی وہ غنی یہ محتاج وہ ازلی یہ حادث وہ ابدی

یہ فانی وہ واجب یہ ممکن وہ ثابت یہ متغیر وہ کامل یہ ناقص وہ محیط یہ قاصر وہ ازلاً ابداً نا متناہی در نا متناہی در نا متناہی یہ ہمیشہ ہر وقت معدود و محدود پھر متناہی کو نا متناہی سے کوئی نسبت بتا ہی نہیں سکتے کہ یہ اس کا فلاں حصّہ ہے بھلا اس اندھے کو تو ہر عاقل مجنون کہتا ان اندھوں کو کیا کہا جائے یہ تو مجنون سے بھی کئی لاکھ درجے بدتر ہوئے اور اندھے پن میں بھی اس سے کہیں بڑھ کر اسکی آنکھیں تو باقی ہیں۔ اگرچہ بے نور ہیں یہاں آنکھوں کا نشان تک نہیں۔ ہاں ہاں کونسی آنکھیں یہ دو جنگلی کوڑیاں جو خر و خوک سب کے منہ پر لگی ہوتی ہیں بلکہ ہیے کی جنہیں قرآن عظیم میں فرماتا ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ وہ تو ہے یوں کہ ان کافروں کی آنکھیں اندھی نہیں وہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خیر کسی کافر سے کیا شکایت مجھے تو ان ناسمجھ مسلمانوں سے تعجب آتا ہے جو مہمل دلے معنی شکوک واہیہ سن کر متحیر ہوتے۔ سبحٰن اللہ۔ اللہ کہاں۔ اللہ رب السمٰوات والارض عالم الغیب والشہادۃ سبحٰنہ وتعالیٰ اور کہاں کوئی بے تمیز لونگا ہیولی ہبتقہ ناپاک ناشستہ کھڑے ہو کر موتنے والا ع ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی۔ خدارا انصاف وہ عقل کے دشمن دین کے رہزن جہنم کے کودھن کہ ایک اور تین میں فرق نہ جانیں ایک خدا کے تین مانیں پھر ان تین کو ایک ہی جانیں بے مثل بے کفو کے لیے جورو بتائیں بیٹا کٹھرائیں اس کی پاک باندی ستھری کنواری پاکیزہ بتول مریم پر ایک بڑھئی کی جورو ہونے کی تہمت لگائیں پھر خاوند کی حیات خاوند کی موجودگی میں بی بی کے جو بچہ ہوا سے دوسرے کا گائیں خدا اور خدا کا بیٹا ٹھہرا کر ادھر کافروں کے ہاتھ سے سولی دلوائیں۔ ادھر آپ اس کے خون کے پیاسے ہو بیٹھیں

کے بھوکے روٹی کو اس کا گوشت بنا کر دَر دَر چبائیں شراب ناپاک کو اس پاک معصوم کا خون ٹھہرا کر غٹ غٹ چڑھائیں۔ دنیا یوں گزری ادھر موت کے بعد کفارے کو اسے کھبیٹ کا بکرا بنا کر جہنم بھجوائیں یعنی کہیں ملعون بنائیں۔ اے سبحٰن اللہ اچھا خدا جسے سولی دی جائے۔ عجیب خدا جسے دوزخ جلائے طرفہ خدا جس پر لعنت آئے۔ جو بکرا بنا کر کھبیٹ دیا جائے۔ اے سبحٰن اللہ باپ کی خدائی اور بیٹے کی سولی باپ خدا بیٹا کس کھیت کی مولی باپ کی جہنم کو بیٹے ہی سے لاگ سرکشوں کو چھٹی بے گناہ پر آگ اہنی ناجی رسول ملعون معبود پر لعنت بندے ناموں تف تف وہ بندے جو اپنے ہی خدا کا خون چکھیں اسی کے گوشت پر دانت رکھیں اف اف وہ گندے جو انبیاء و رسل پر وہ الزام لگائیں کہ بھنگی چمار بھی جن سے گھن کھائیں سخت فحش بیہودہ کلام گڑھیں اور کلام الٰہی ٹھہرا کر پڑھیں زہ زہ بندگی خہ خہ تعظیم یہ یہ تہذیب تہ تہ تعلیم امثال کے لئے دیکھو بائبل پرانا عہد نامہ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۲ درس ۱۵ تا ۱۸) خدا کا معاذ اللہ زنا کی خرچی کو مقدس ٹھہرانا اور اپنے خاص مقربوں کے لئے اسے جمع رکھنا کہ کھائیں اور پہنائیں۔ ایضاً کتاب پیدائش باب ۱۹ درس ۳۰ تا ۳۸ سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ اپنی دختروں سے زنا کرنا اور بیٹیوں کا باپ سے حاملہ ہو کر بیٹے جننا۔ ایضاً کتاب دوم اسموئیل نبی باب ۱۱ درس ۲ تا ۵ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے ہمسائے کی خوبصورت جورو کو ننگی نہاتے دیکھ کر بلانا اور معاذ اللہ اس سے زنا کر کے پیٹ رکھانا۔ ایضاً کتاب حزقیل نبی باب ۲۳ درس یکم تا ۲۱ معاذ اللہ خدا کی دو دو جوروں کا قصہ اور سخت شرمناک الفاظ میں ان کے بے حد زناکاریوں سے شہوت رانیوں کا تذکرہ نیا عہد نامہ پولس رسول کا خط گلیتوں کو باب ۳ درس ۱۳ انصاری کے یسوع مسیح مصنوع کا

ملعون ہونا الیٰ غیر ذٰلک مما لا یعد ولا یحصیٰ) اٰمنا باللّٰہ وَمَا انزل الینا
وَمَا اُنزل اِلیٰ ابراھیم وَاِلیٰ اسمٰعیل وَاسحٰق وَ یعقوب
وَالاَسباطِ وَمَا اُوتی موسیٰ وعیسیٰ وَمَا اوتی النبیون
من ربھم لَا نُفرّقُ بَینَ اَحدٍ منھم وَ نحن لہ مسلمون
اَلَا لعنۃ اللّٰہِ علی الظٰلمین o الذین یصدون عن سبیل
اللّٰہ وَیبغونھا عوجا وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون o
اِنَّ الذین یفترون علی اللّٰہِ الکذب لَا یفلحون o
فَوَیلٌ لِلّذینَ یکتبون الکتٰب بِاَیدیھم ثم یقولون
ھٰذا مِن عِندِ اللّٰہ لِیَشترو ا بہ ثمنًا قلیلًا فَوَیل
لھم مِمّا کتبت ایدیھم وویل لھم مِمّا یکسبون o

اللہ اللہ یہ قوم یہ سراسر لوم یہ لوگ یہ لوگ جنھیں عقل سے لاگ جنھیں جنون کا روگ یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون o لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ پہلے اپنی ساختہ باتیں تو سنبھالیں تاہر اعتراض با ہر ا پراس پر سے اٹھالیں۔ انگریزی میں ایک مثل کیا خوب ہے کہ شیشی محل کے رہنے والو پتھر پھینکنے کی ابتدا نہ کرو یعنی رب جبار قہار کے محکم قلعوں کو تمہاری کنکریوں سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے مگر ادھر سے ایک پتھر بھی آیا تو حجارۃ من سجیل کا سماں کعصف مَاکول کا مزہ چکھا دیگا۔

وَسَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ منقلب ینقلبون
وَاٰخِرُ دَعوٰنَا اَنِ الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ والصَّلوٰۃ

وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ آمِیْن

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تمت

مزاراتِ اولیائے کرام پر عورتوں کا اجتماع

از اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

جمل النور فی نہی النساء عن زیارت القبور

۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات محلہ جمال پورہ ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی تھی جس میں بحر الرائق و تصحیح المسائل مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عورتوں کے لئے زیارت قبور کو جانے کی اجازت پر زور دیا گیا تھا ان کو یہ جواب بھیجا گیا تھا۔

الجواب

مولانا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کرمہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کی دو رجسٹریاں آئیں تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا ہے اس رخصت کو جو بحر الرائق میں لکھی ہے بان کر نظر بحالات نسا سوا سے حاضری روضۂ انور کہ واجب یا قریب الواجب ہے مزارات

اولیاء کرام یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا یا بتابع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصًا اس طوفان بے تمیزی رقص و مزامیر و سرود میں جو آجکل جہال نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدی خوانی بالحان خوش عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا گیا۔ والسلام

حضرت مولانا مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدظلہ نے سیدی اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مندرجہ بالا فتوی کے جواب میں تحریر فرمایا جس کی نقل حسب ذیل ہے (ناظرین کرام مندرجہ ذیل مسئلہ پڑھنے کے بعد اعلٰی حضرت قدس سرہٗ کا جواب بغور ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ از احمد آباد گجرات محلہ جمال پور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

مخدومی مکرمی معظمی جناب مولانا صاحب دام مجدکم۔ بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول ہوا فتوی کو آپ کی دیکھا۔ حضرت مولانا مجھے آپ اس مسئلہ میں سمجھایئے کہ مسجد نبوی میں تین سو مرد اور ایک سو ستر عورتیں تھیں۔ یہ منافقین آخری صف میں کھڑے ہوتے تھے اور عورتوں کو جھانکتے تھے نماز فجر و عشاء میں عورتیں تو بہ الزار حقیقت محمدی و حقیقت قرآن لینے کیلئے حاضر ہوتی تھیں تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدا تعالٰی نے یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد نبوی میں جمع نہ ہوں اور فیض رسانی عورتوں کی اس بہانہ سے بند نہ ہوئی بلکہ انتظام فیض رسانی یہ ہوا کہ لقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا

المستأخرين وان ربك هو يحشرهم انه حكيم عليم
اور انتظام حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا خیر صفوف الرجال اولها وشرها اخرها وخير صفوف النساء اخرها و شرها اولها مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے فیض حقیقت محمدی و حقیقت قرآن لینے کو با پردہ پانچ دس عورتیں محلہ کی مل کر مرشد کے مکان پر جا دیں اور مرشد طریقت مرتعش اور شیخ فانی پردہ میں بیٹھا کر انکو تو بہ حقیقت محمدی اور حقیقت قرآن کی دیوے اس پر حکم حرمت لگانا غلط اور فیض محمدی کا مقابلہ اور مورد یريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم بنتا ہے شیخ طریقت تو انا عرضنا الامانة الآیہ میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات کے سینہ میں باپردہ بٹھا کر توجہ دے کر جماتا ہے۔ اور یہ اس امانت کی جڑ اکھیڑتا ہے یہ فیض جڑ اکھیڑنیوالے کو بے وقار کر کے اکھیڑ دیوے گا محمدی المشرب سنت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرتا ہے۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو توجہ دی اول مرید کر کے یہ بھی عورتوں کو مرید کر کے توجہ دیتا ہے۔ طریقہ عالیہ قادریہ کی توجہ کلمہ طیب کے ذکر کی ہوگی اب عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر ذکر کلمہ طیب کی نباکی جاوے گی ضرب الا اللہ قلب پر مارنا سکھایا جاوے گا۔ پردہ میں عورت خلیفہ مرشد طریقت کی بیٹھ کر ذکر کلمہ طیب سکھاتا ہے اور مرشد طریقت اوز تخ بیخ سمجھاتے ہیں پردہ میں ایک عورت نہیں محلہ کی دس پندرہ عورتیں بیٹھتی ہیں یہاں خلوت اجنبیہ کا حکم نہیں لگتا یہ جلوت ہے جلوت میں فیض رسانی طریقہ عالیہ قادریہ کی ہوتی ہے اور اسی طرح اسی مجلس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی توجہ بھی عورتوں کو دیجاتی ہے بریلی میں حاضری کا کئی بار موقع ہوا ہے وہاں یہ عمل دیکھنے

میں نہیں آیا نہ وہاں سنا کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں ہمارے یہاں ڈولی میانہ شکل سے ملتا ہے غربا و مساکین میں قدرت ان سواریوں میں بیٹھنے کی نہیں اور نہ قرآن عظیم نے ڈولی وسیلے کا حکم دیا ہے یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ اور قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ اور وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ اس پردہ پر احمد آباد کی ذاکرات کا عمل ہے عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ صفحہ ۷۰ حَاصِلُ الْکَلَامِ مِنْ ھٰذَا کُلِّہٖ اَنَّ زِیَارَۃَ الْقُبُوْرِ مَکْرُوْھَۃٌ لِلنِّسَاءِ بَلْ حَرَامٌ فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ لَا سِیَّمَا نِسَاءُ مِصْرَ لِاَنَّ خُرُوْجَھُنَّ عَلٰی وَجْہِ الْفَسَادِ وَالْفِتْنَۃِ وَ اِنَّمَا رُخِّصَتِ الزِّیَارَۃُ لِتَذَکُّرِ اَمْرِ الْاٰخِرَۃِ وَ لِلْاِعْتِبَارِ بِمَنْ مَضٰی وَ لِلتَّزَھُّدِ فِی الدُّنْیَا یہ حکم مصر کی بغایا مغنیہ دلالہ کا ہے اس حکم کو نیک بخت عورتوں پر لگانا غلط ہے لَوْ اَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ کی شرح میں عمدۃ القاری ج ۳ صفحہ ۲۳ میں ہے بعضھن یغنین باصوات عالیۃ مطربۃ و منھن صنف بغایا احمد آباد میں تین کوس درگاہ حضرت گنج احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ہے مکان بہت پر فضا ہے تالاب پر سنگین ہے وہاں دھنے کی قوم کی اور لکڑ بیچنے والی قوم کی عورتیں لہنگا ساڑی پہن کر جاتی ہیں اور گربے گاتی ہیں اور ان کی قوم کی ضیافتیں ہوتی ہیں اس میں وہ عورتیں گربے گاتی ہیں حلقہ عورتوں کا بندھ جاتا ہے اور تالی بجاتی ہیں اور پھرتی جاتی اور رنڈیوں کی طرح گیت گاتی جاتی ہیں ان پر بل حرام فی ھذا الزمان لاسیما نساء مصر کا حکم برابر عمدہ طور پر چسپاں ہے اور غنیۃ المستملی کے صفحہ ۵۹۵ میں وان یکون فی زماننا للتعین بہ لما فی خروجھن من الفساد

اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی اور قوالی مردوں کی سننے کو جاتی ہیں ان کو زیارت القبور کو جانا حرام ہے ان کے حرام ہونے سے ذاکرات اور فیض لینے جانیوالی عورتوں کو کیا نقصان اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو دس ہزار آدمیوں نے کتے اور خنزیر کے گوشت کی بریانی پکائی اور ایک نے بکری کے گوشت کی بریانی پکائی ہو دونوں بریانیوں پر حکم حرمت اور حکم حلت غلط اور کتے کی بریانی پر حکم حرمت اور بکری کی بریانی پر حکم حلت صحیح دونوں کا حکم جدا مفتی کو بیان کرنا پڑیگا افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقاً لا یستون ام نجعل المتقین کالفجار اساف اور نائلہ نے جاہلیت میں زنا کیا اور دونوں کو قدرت الٰہی نے مسخ کر دیا ایسے متبرک مکان میں دونوں نے خباثت کی یا کوئی سفر حرمین طیبین میں خبیث عمل سے پیش آوے تو کیا اس خبیث کی خباثت کو دیکھ کر اور اسی سے استناد کرکے عورتوں کے حج و زیارت حضرت نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے عدم جواز کا فتویٰ جاری کر دیا جائیگا ہرگز نہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مقدس میں غربی دیوار میں کلام مجید رکھا ہے۔ اس دیوار کے پیچھے عورتیں بیٹھ کر توجہ لیتی ہیں ذکر فکر مراقبہ کرتی ہیں برقع اوڑھ کر آتی ہیں اختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں اب یہ عورتیں نور اللہ دل میں بھرنے کیلئے حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیض رسانی حقیقت محمدی کی عورتوں کو خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کرتے ہیں اور اس فیض میں قوت ہے کہ لاکھوں کوسوں سے فیض لینے والیوں کو آپ بلاتے ہیں یہ جگہ مقام قوالی سے دور ہے اور نماز فجر سے اشراق تک اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پردے والے مکان میں عورتیں جمع ہو کر فیض لیتی ہیں اور اس وقت نقصان قوالی کا بالکل نہیں اور یہ عورتیں نیک بخت پردہ نشین برقع اوڑھ کر آنے والی ہیں آپنے اسکو آنکھوں سے نہیں دیکھا اور میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہے بندہ اس کو شہادت کے طور پر بیان کر سکتا

ہے اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلی کر سکتا ہے اب ان عورتوں پر حکم حرمت لگانا غلط ہے سرخیز قصبہ احمد آباد میں جو عورتیں گرے گا بیوالیان تا حسنات مغنیات اور رنڈیں اور باپردہ سوالاکھ کلمہ طیب کا ختم پڑھنے والی ذکر خفی مراقبہ فیض حقیقت محمدی لینے والی ذاکرات پر رنڈیوں کا حکم لگا کر دلوں کو ایک پھانسی میں لٹکا دینا غلط ہے حقوق اولیاء وخیر خواہی اولیاء وخیر خواہی سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نہیں الدین النصیحۃ للّٰہ ولرسولہ وللمؤمنین یہ کہاں ہوئی اولیاء فیض حقیقت محمدی کا دینے کو ذاکرات کو بلاتے ہیں وہ باپردہ اور شریعت کے احکام کو سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں اور مفتی ان پر عدم جواز لگا دیں اس صورت میں فیض حقیقت محمدی کو روکنا ہے اس کا نام دوستی حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں۔ ہم آپ سے چھوٹے اور آپ کے اقدام کو اپنے سروں پر رکھنے والے ہیں مگر آپ کا قدم صراط مستقیم سے پھسل گیا تو عرض کرنا چاہیئے۔ ہدہد ویسے کی چڑیا حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ احطت بما لم تحطبہ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ اول تو ایک مدت سے آنکھیں آپ کی رنڈیوں میں مبتلا ہیں اور ہاتھ بڑے بڑوں سے ملایا ہے۔ طبیعت پریشان ہے یہ قلم اسوقت میرا نہ سمجھئے آپ کے ہم غلام ہیں تو دست بستہ ہم عرض کرتے ہیں اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں حضرت عائشہ صدیقہ کو زیارت قبور کے وقت سلام کرنا حضرت نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے بتایا مشکوۃ شریف مسلم شریف نسائی ج ۱ صـ۲۲۵ میں ہے۔ این دلالت دارد بر جواز زیارت مر نسا را۔ امام نووی شرح مسلم کی ج ۱ صـ۳۱۴ میں فرماتے ہیں فیہ دلیل لمن جوز للنساء زیارۃ القبور الخ فتح الباری پارہ ۵ مطبع انصاری دہلی صـ۶۲۲ میں ہے اختلف فی النساء فقیل دخلن فی عموم الاذن وھو قول الاکثر ومحلہ اذا امنت الفتنۃ اب تطبیق سمجھ لیجئے کہ گرے گا بیوالی

قوالی سننے والی عورتوں کیلئے زیارت قبور اولیاء کو جانا حرام اور فیض الٰہی لینے والی عورتوں کو باپردہ شریعت کے احکام کو بجالا کر جانا جائز میں نے مسئلہ اس طرح مشرح بیان کیا ہے اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے مجھے سمجھائیے آپ میرے مربی اور قبلہ وکعبہ حاجات ہیں خدائے تعالیٰ آپ کو صحت کلیہ عاجلہ عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ راقمہ حکیم عبدالرحیم عفی عنہ مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات دکن جمال پور مسجد کانچ مورخہ ۵ ربیع الاول شریف اور مصطفٰے میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب ان سے لکھوا کر میری تسلی کر دیجئے میں غلط سمجھا ہوں تو صحیح سمجھائیے اور وہ فتویٰ جو تحفہ حنفیہ میں عدم جواز زیارت قبور نساء کے بارے میں اس کی نقل بھی کروا کر روانہ فرما دیجئے اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے۔

حضرت مولانا مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدظلہ کی اس تحریر کا شافی جواب سیدی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مبارک قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المکرم اکرمکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رجسٹری ۵ ربیع الآخر شریف کو آئی میں ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد کے چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لیجاتے اور لاتے ہیں۔ میرے نزدیک وہی دو حرف کہ اول گزارش ہوئے کافی تھے اب قدرے تفصیل کروں (۱) پہلے گزارش کر چکا کہ عبارات رخصت میری نظر میں ہیں مگر نظر بحال زمانہ میرے نہ میرے بلکہ اکابر متقدمین کے نزدیک سبیل تما افتہ ابی ہے اور اسی کو اہل احتیاط نے اختیار فرمایا آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث

عورتوں کو مسجد کریم میں حاضری سے اللہ جل وعلی و رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ منافقوں کو تہدید و ترہیب اور مردوں کو تقدم عورتوں کو تاخر کی ترغیب فرمائی اور میں اتنا اور زائد کرتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضور نے عیدین کی سخت تاکید فرمائی یہاں تک حکم فرمایا کہ برکت جماعت و دعاء مسلمین لینے کو حیض والیاں بھی نکلیں مصلے سے الگ بیٹھیں۔ پردہ نشین کنواریاں بھی جائیں جس کے پاس چادر نہ ہو ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لے لے صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہے امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین و ذوات الخدود فیشهدن جماعۃ المسلمین و دعوتهم و تعتزل الحیض عن مصلاهن قالت امرأۃ یارسول اللہ احدنا لیس لها جلباب قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها اور یہ صرف عیدین میں امر ہی نہیں بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً نہی بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو مسند امام احمد و صحیح مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا امر وجوب کیلئے ہے اور نہی تحریم کے لئے اور فیض و برکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا یا یں ہمہ آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے۔ درمختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہو گی کہ یکرہ حضورهن الجماعۃ و الجمعۃ و عید و وعظ مطلقاً و لو عجوز اللیلا علی المذهب المفتی بہ لفساد الزمان اسی طرح اور کتب معتمدہ میں ہے ائمہ دین نے جماعت و جمعہ و عید در کنار وعظ کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرمادیا اگرچہ بڑھیا ہو اگرچہ رات ہو وعظ سے مقصود تو صرف اخذ فیض و سماع امر بالمعروف

ونہی عن المنکر و تصحیح عقائد و اعمال ہے کہ توجہ مشیخت سے ہزار درجہ اہم و اعظم اور اس کی اصل مقدم ہے اس کا فیض بے توجہ مشیخت بھی عظیم مفید و دافع ہر ضرر شدید ہے اور یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید نہیں بلکہ ضرر سے قریب نفع سے بعید ہے کیا امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد و سائر ائمہ ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فیض حقیقت اقدس سے روکنے والا اور معاذ اللہ معاذ اللہ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم میں داخل مانا جائے گا۔ حاشا یہ اطبائے قلوب ہیں مصالح شرع جانتے ہیں (۲) صحیح بخاری و مسلم و سنن ابو داؤد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اپنے زمانے میں تھا لَوْ اَدْرَكَ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وَسَلَّم ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انھیں مسجد سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔ پھر تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے ممانعت شروع فرما دی پہلے جوان عورتوں کو پھر بڑھیوں کو بھی پہلے دن میں پھر رات کو بھی یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہو گیا۔ کیا اس زمانے کی عورتیں گرلے گالیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب زاہد ہیں حاشا بلکہ قطعاً یقیناً معاملہ بالعکس ہے اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یأتی عام الا والذی بعدہ شر منہ بلکہ عنایہ امام اکمل الدین بابرتی میں ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا وہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں فرمایا اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد

میں آنے کی اجازت نہ دیتے حیث قال ولقد نھی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا فقالت لو علم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما علم عمر ما اذن لکن فی الخروج پھر فرمایا فاحتج بہ علماء نا ومنعوا الشواب عن الخروج مطلقاً اما العجائز فمنعھن ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن الخروج فی الظہر والعصر دون الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی کراھۃ حضورھن فی الصلوۃ کلھا لظھور الفساد اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عبارت منقولہ سے ایک صفحہ پہلے ہے وَ قال ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ المرأۃ عورۃ و اقرب ما تکون الی اللہ فی قعر بیتھا فاذا خرجت استشرفھا الشیطان وکان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما یقوم یحصب النساء یوم الجمعۃ یخرجھن من المسجد وکان ابراھیم یمنع نساءہ الجمعۃ والجماعۃ یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں عورت سراپا شرم کی چیز ہے رب سے زیادہ اللہ عزوجل سے قریب اپنے گھر کی تہہ میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے اور امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دیتے۔ جب ان خیر کے زمانوں ان عظیم فیوض و برکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں اور کاہے سے حضور مساجد و شرکت جماعات سے حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے تو کیا ان ازمنہ شر و رمیں ان قلیل یا موہوم فیوض جیلنے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی وہ بھی کاہے کی زیارت

قبور کو جانے کی جو شرعاً مؤکد نہیں اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو قدرنا ترسوں نے مزارات کرام پر نکال رکھے ہیں یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے منافقت ہے شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جلب مصلحت پر سلب مفسدہ کو مقدم رکھتی ہے۔ درء المفاسد اھم من جلب المصالح جب کہ مفسد اب سے بہت کم تھا۔ اس مصلحت عظیم سے ائمہ دین امام اعظم و صاحبین ومن بعدہم نے روک دیا اور عورتوں کی قسمیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں فاسقات نہ آئیں بلکہ ایک حکم عام دیا جیسے آپ پھانسی ہیں لٹکانا فرما رہے ہیں کیا انھوں نے یہ آئیں و سنی تھیں افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا۔ ام نجعل المتقین کالفجار تو اب کہ مفسدہ جب سے بہت اشد ہے اس مصلحت قلیل سے روکنا کیوں نہ لازم ہوگا اور عورتوں کی قسمیں کیونکر چھانی جائیں گی اس صلاح و فساد قلب امر مضمر ہے اور دعوی کیلئے سب کی زبان کشادہ اور محقق و مبطل نامعلوم معہذا اصلاح سے فساد کیطرف انقلاب کچھ دشوار نہیں خصوصاً ہوا الگ کر خصوصاً عورتوں کے دل کہ تقلیب کیلئے بہت آمادہ لھن ادوین لك ا تجشتہ رفقا بالقوارير ارشاد ہوا مرد کہ اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت بلفس تمام جہان سے بڑھ کر جھوٹا ہے۔ جب قسم کھائے حلف اٹھائے نہ کہ جب خالی وعدوں پر امید لائے وما یعدھم الشیطن الا غرورا بالخصوص اب کہ قطعاً فساد غالب اور اور صلاح نادر ہے اس صورت میں مفتی کو تفصیل کیونکر جائز یہ تفصیل نہ ہوگی بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اسی کی رسی کی تطویل امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔ الفائز بھذا مع السلامۃ اقل قلیل فلا یبنی الفقہ باعتبارھم ولا یذکر حالھم قیدا فی الجواز لان شان النفوس للدعوی الکاذبۃ وانما الاکذب مایکون اذا حلفت فکیف

اذا دعت سادات ثلاثہ علامہ حلبی و علامہ طحطاوی و علامہ شامی فرماتے ہیں وَ
هُوَ وَجیہ فینص علی الکراھۃ ویترك التقیید بالتوفیق منتقی شرح
ملتقی میں ہے اما من کان بحلا فھم فنادر فی ھذا الزمان فلا یفرد
بحکم لحرج التمییز بین المصلح والمفسد شرح لباب میں ہے لَوْ
کانت الائمۃ فی زمَاننا و تحقق لھم شاننا لصرحوا بالحرمۃ
(۴) زیارت قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی پھر اجازت فرمائی علماء کو اختلاف ہوا کہ
عورتیں بھی اس رخصت میں داخل ہوئیں یا نہیں۔ عورتوں کو خاص ممانعت
میں حدیث لعَنَ اللّٰہ زائرات القبور سے قطع نظر کرکے تسلیم کرلیجئے
کہ ہاں عورتوں کو بھی شامل ہوئی مگر جس قدر اول کی عورتوں کو جن میں حضور مساجد
وجمعہ وعیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا جب زمانہ فساد آیا ان ضروری تاکیدی
حاضریوں سے عورتوں کو ممانعت ہوگئی تو اس سے یقیناً بدرجۂ اولی۔ اسی عینیہ
کے اسی صفحہ ۵۹۵ میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے
ینبغی ان یکون التنزیہ مختصاً بزمنہ صلی اللّٰہ تعالی
علیہ وسلم حیث کان یباح لھن الخروج للمساجد والاعیاد
وغیر ذلك وان یکون فی زماننا للتحریم الخ اسی عینی جلد چہارم
میں آپ کی عبارت منقولہ سے کچھ سطریں پہلے امام ابوعمر سے ہے وَلقد
کرہ اکثر العلماء خروجھن الی الصلوات فکیف الی المقابر
وَمَا اظن سقوط فرض الجمعۃ عنھن الا دلیلا علی مساکنھن
عن الخروج فیما عداھا۔ (۵) حکم کتب میں توفیق بہت واضح ہے جواز
نفس مسئلہ کا فی ذاتہٖ حکم ہے اور ممانعت بوجہ عارض غالب تو فتوی نہ ہوگا
مگر منع مطلق پر۔ فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ برعایت قیود حکم جواز

اور اس کی تصحیح تک کتب میں مصرح اور نظر بحال زمانہ حکم علما منع مطلقاً جیسے جانا حرم و دخول زناں بہ حمام و لفقہ طالب علم ولعب شطرنج وغیرہا اول و سوم کی عبارات گزریں درمختار میں دربارۂ دوم ہے فی زماننا لا شک فی الکراھۃ کانی و جامع الرموز ورد المحتار میں دربارۂ آخیر ہے ھو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین (۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہو گیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔ جیسی ہزاروں میں ہزار ہوں۔ جب بھی معتبر نہیں کہ حکم فقہ باعتبار غالب ہوتا ہے نہ کہ ہزاروں میں ایک یہیں سے بریانیوں کا حال کھل گیا دس ہزار بریانیاں مردار مینڈھے دنبے بکرے کی ہوں اور ان میں دس ہزار ان مذبوح جانوروں کی مختلط ہوں۔ بیس ہزار حرام ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں تحری کر کے جس کی طرف حلت کا خیال جمے اسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک درمختار میں ہے تعتبر الغلبۃ فی اوفان طاھرۃ ونجسۃ ومیتۃ وذکیۃ فان الاغلب طاھرا تحری وبالعکس والسواء لا ہاں ایک حلال جدا ممتاز معلوم ہو تو کثرت حرام ہے اس پر کیا اثر مگر یہاں سن چکے کہ فساد و صلاح قلب مضمر اور تمیز متعذر کو نا میسر اور منتقی کی عبارت ابھی گزری پھر غلبہ فساد متیقن تو قطعاً مطلقاً حکم ممانعت متعین جیسے وہ بیسوں ہزار بریانیاں سب حرام ہوئیں حالانکہ ان میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں۔ یہی مسلک علمائے کرام کا ہے (۷) عینی شرح بخاری جلد سوم کی عبارت آپ نے نقل کی اس میں نہ زنان مصر سے حکم خاص ہے نہ مغنیہ و دلالہ کی تخصیص اس میں سولہ صنف فساد زناں تو بیان کیں جن میں دو یہ ہیں اور فرمایا اور اس کے سوا اور بہت اصناف قواعد شریعت کے خلاف اور بتایا کہ ام المؤمنین اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کو

فرماتی ہیں کہ ان میں بعض امور حادث ہوئے کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب انکا ہزار زوال نہ تھے اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھئے جہاں انھوں نے اپنے ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ زنان فتنہ گر سے خاص اور اس کی علت خوف فتنہ بتائی ہے نہ کہ خاص وقوع۔ یہی بعینہ نص ہدایہ ہے کہ یکرہ لھن حضور الجماعات یعنی الشواب منتھی لما فیہ من خوف الفتنۃ ہاں جن سے وقوع ہوا ہے جن سے زنان مصران کے لئے حرام بدرجۂ اولی بتایا ہے کہ جب خوف فتنہ پر ہمارے ائمہ مطلقاً حکم حرمت فرما چکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر عبارت عینی یہ ہے قال صاحب الھدایۃ یکرہ لھن حضور الجماعات قالت و شروح یعنی الشواب فیھن و قولہ الجماعات یتناول الجمعۃ والاعیاد والکسوف والاستسقاء وعن الشافعی یباح لھن الخروج قال اصحابنا لان فی خروجھن خوف الفتنۃ وھو سبب للحرام وما یفضی الی الحرام حرام فعلی ھذا قولھم یکرہ مرادھم یحرم لاسیما فی ھذا الزمان شیوع الفساد فی اھلہ پھر اسی صفحہ پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالنا اور امام اجل ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا۔ ذکر کیا کما تقدم عنایہ سے گزرا کہ امیر المومنین فاروق اعظم نے عورتوں کو حضور مسجد سے منع فرمایا کیا مدینہ طیبہ کی وہ بیبیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں اور ان امام اجل تابعی کی مستورات معاذاللہ فتنہ گر واہل فساد تھیں حاشا ہرگز نہیں یا للعجب اگر صحابہ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے کہ سب کو ایک لکڑی ہانکا اور متقین و فجار کا فرق نہ کیا حاشا ثم

حاشا ہم تو ثابت ہوا کہ منع عام ہے صرف فاسقات سے خاص نہیں اور ان کا خصوصاً فرمان زنان مصر کے خصائل گنانا اس لئے ہے کہ ان پر بدرجۂ اولیٰ حرام ہے نہ یہ کہ فقط فتنے اٹھانیوالیوں کو ممانعت ہے یا وہ بھی صرف مغنیہ و دلالہ کو (۸) اسی نے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا کہ اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس زمانہ کی کیا تخصیص آگے فرمایا خصوصاً زنان مصر اور اس کی تعلیل کی کہ انکا خروج بروجہ فتنہ ہے یہ وہی تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے ابھی امام عینی سے سن چکے عن الشافعی یباح لھن الخروج و لہذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں شروح بخاری میں اس طرف گئے کرمانی نے قول امام تیمی کہ اس حدیث میں فساد بعض زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے نقل کر کے کہا قلت الذی یقول علیہ ما قلنا و لم یحدث الفساد فی الکل ان کے اس خیال کے دو شافی جواب ابھی گزرے اور تیسرا سب سے اعلیٰ باذنہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے امام عینی نے یہاں اس سے تعرض نہ فرمایا کہ اسی حدیث کے نیچے ڈیڑھ ہی ورق پہلے اپنے مذہب اور اپنے ائمہ کا ارشاد بتا چکے تھے (۹) عبارت غنیہ کہ آپنے نقل کی اس سے اوپر کی سطر دیکھیے کہ اجازت اس وقت تھی جب انھیں مسجدوں میں جانا مباح تھا اب مسجدوں کی ممانعت دیکھیے سب کو ہے یا صرف زنان فتنہ گر کو اس کے سات سطر بعد کی عبارت دیکھیے یعضدہ المعنی الحادث باختلاف الزمان الذی بسببہ کرہ لھن حضور الجمع والجماعات الذی اشارت الیہ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بقولہا لو ان رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رائی ما احدث النساء بعدہ لمنعھن
کما منعت نساء بنی اسرائیل واذا قالت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا ھذا عن نساء زمانہا فما ظنک بنساء زماننا دیکھئے اسی
منع مساجد سے سند لی جس کا حکم عام ہے تو لما فی خروجھن فی الفساد
سے فساد لعیض ہی مراد اور اسی سے منع کل مستفاد نہ کہ صرف فساد والیوں پر
قصر ارشاد (۱۰) غنیہ نے ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کے عبارت منقول
کردہ متصل بحوالہ تاتارخانیہ مضمرات شعبی سے جو کچھ نقل فرمایا وہ بھی ملاحظہ
سئل القاضی عن جواز خروج النساء الی المقابر قال لا یسئل عن
الجواز والفساد فی مثل ھذا وانما یسأل عن مقدار ما
یلحقھا من اللعن فیھا واعلم انھا کلما قصدت الخروج کانت
فی لعنۃ اللہ تعالیٰ وملائکتہ واذا خرجت تحفھا الشیاطین
من کل جانب واذا اتت القبور یلعنھا روح المیت واذا رجعت
کانت فی لعنۃ اللہ یعنی امام قاضی سے استفتا ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو
جانا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا ایسی جگہ جواز و عدم جواز نہیں پوچھتے یہ پوچھو کہ
اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ
کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب
طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔ جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اس پر
لعنت کرتی ہے جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہوا
استفتا کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا مطلق عورتوں کے قبروں کو
جانے سے سوال تھا اس کا یہ جواب ملا اس جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص ہے
غرض یہ کہ تمام عبارات جن سے آپ نے استدلال فرمایا آپ کی نقیض مدعا ہیں

لف ہیں۔ (۱۱) یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کو مسلمین بناتے ان کی اصلاح وفساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا ہے اگرچہ کیسی ہی صالحہ پارسا ہو فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو وہ بھی ہے اور سخت تر ہے جس کا فساق سے عورت پر اندیشہ ہو یہاں عورت کی صلاح کیا کام دے گی۔ حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ عابدہ زاہدہ تقیہ نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی معنی پر عملی طور سے متنبہ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا پہلے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نکاح میں آئیں قبل نکاح امیر المؤمنین سے شرط کرالی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں اس زمانہ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت قطعی جزمی نہ تھی جس کے سبب بیبیوں سے حاضری مسجد اور گاہ گاہ زیارت بعض مزارات بھی منقول صحیحین میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے نھینا عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا مگر قطعی ممانعت نہ تھی امیر غنیہ کی اس عبارت میں فرمایا کہ یہ اس وقت تھا کہ جب حاضری مسجد انھیں جائز تھی اب حرام اور قطعی ممنوع ہے غرض اس وجہ سے امیر المومنین نے انکی شرط قبول فرمائی۔ پھر بھی چاہتے ہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں یہ کہتیں آپ منع فرمادیں۔ میں نہ جاؤں گی امیر المومنین بہ پابندی شرط منع نہ فرماتے۔ امیر المؤمنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا منع فرماتے وہ نہ مانتیں ایک روز انھوں نے یہ تدبیر کی کہ عشا کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ میں کسی دروازے میں چھپ رہے جب یہ آئیں اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انھوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپ رہے حضرت عاتکہ نے کہا

انا لِلّٰہِ فسد الناس ہم اللہ کے لئے ہیں لوگوں میں فساد آ گیا یہ فرما کر مکان کو آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو اس کی طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج۔ اب یہ سب کو ایک پھانسی لٹکانا ہوا یا مقدس پاک دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا۔ ہمارے ائمہ نے دونوں علتیں ارشاد فرمائیں۔ ارشاد ہدایہ لما فیہ من خوف الفتنۃ دونوں کو شامل ہے عورت سے خوف ہو یا عورت پر خوف ہو اور آگے علت دوم کی تصریح فرمائی کہ لَا بأس للعجوزات تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء وقال یخرجن فی الصلوۃ کلھا لانہ لافتنۃ لقلۃ الرغبۃ الیھا وَلہ ان فرط الشبق حامل فوقع الفتنۃ غیر ان الفساق انتشارھم فی الظھر والعصر والجمعہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا۔ بالنظر الی التعلیل المذکور منعت غیر المزینۃ ایضا لغلبۃ الفساق ولیلا وان کان النص بیحۃ لان الفساق فی زماننا اکثر انتشارھم وتعرضھم باللیل وعم المتأخرون المنع للعجائز والشواب فی الصلوۃ کلھا لغلبۃ الفساد فی سائر الاوقات اس مضمون کی عبارات جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو خود اسی عمدۃ القاری جلد سوم میں اپنی عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھئے فیہ رای فی الحدیث) انہ ینبغی رای للزوج) ان یاذن لھا ولا یمنعھا مما فیہ منفعتھا وذٰلِکَ اِذا لم یخف الفتنۃ علیھا ولا بھا وقد کان ھُوَ الاغلب فی ذلک الزمان بخلاف زماننا ھذا فان الفساد فیہ فاش والمفسدون کثیرون وحدیث عائشۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا یدل علیٰ ھذا اسی کی جلد چہارم کا مطلب واضح کردیا کہ حکم کا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا۔ اس زمانہ کی کیا تخصیص آگے فرمایا خصوصاً زنان مصر اور اسکی تعلیل کی کہ انکا خروج بروجہ فتنہ ہے یہ وہی اولویت تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعی یباح لھن الخروج ولہذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں شرح بخاری میں اس طرف گئے۔ کرمانی نے قول امام تیمی کہ فساد بعض زناں کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے نقل کرکے کہا قلت الذی یعول علیہ ما قلنا ولم یحدث الفساد فی الکل جلد چہارم میں ابو عمر ابن عبدالبر سے دیکھئے اما الشواب فلا تؤمن من الفتنۃ علیھن وبھن حیث خرجن ولا شیئ للمرأۃ احسن من لزوم قعر بیتھا الحمد للہ اب تو وضوح حق میں کچھ کمی نہ رہی۔ ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے علماء کرام نے خروج زن کے چند مواضع گنائے جن کا بیان ہمارے رسالہ مروج النجا لخروج النساء میں ہے اور صاف فرمادیا کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر اذن دیگا تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ درمختار میں ہے لا تخرج الا لحق لھا او علیھا او لزیارۃ ابویھا کل جمعۃ مرۃ او المحارم کل سنۃ ولکونھا قابلۃ او غاسلۃ لا فیما عدا ذلک وان اذن کان عاصیین نوازل امام فقیہ ابو اللیث وفتاوی خلاصہ فتح القدیر وغیرہا میں ہے۔ یجوز للزوج ان یأذن لھا بالخروج الی سبعۃ

مواضع زیارۃ الابوین و عیادتہما و تعزیتہما او احدھما وزیارۃ المحارم فان کانت قابلۃ او غاسلۃ او کان لہا علی اخر حق او کان الاخر علیہا حق تخرج بالاذن والغیر لاذ والحج علی ھذا وفیما عدا ذلک من زیارۃ الاجانب فی عیادتہم والولیمۃ لایاذن لہا لو اذن وخرجت کانا عاصیین ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارت قبور کا بھی استثنا کیا۔ کیا یہ استثنا کسی کتاب معتمد میں مل سکتا ہے (۱۳) اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق ان تمام مباحث جلیلہ سے بحمدہ تعالیٰ ایک جلیل و دقیق توفیق انیق ظاہر ہوئی عامہ مجوزین نفس زیارت لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی زیارت قبور کے لئے خروج نساء نہیں کہتے۔ عام کتب میں اسی قدر ہے اور مانعین زیارت قبر کے لئے عورتوں کو جانے سے منع فرماتے ہیں و لہذا خروج الی المساجد کی ممانعت سے سند لاتے ہیں اور ان کے خروج میں خوف فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کئے اسی طرف جاتے ہیں تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفر جائز کو گئی راہ میں کوئی قبر ملی اسکی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع و فزع و تجدید حزن و بکا و نوحہ و افراط و تفریط ادب وغیرہا منکرات شرعیہ سے خالی ہو کشف بزدوی میں جن روایات سے صحت رخصت پر اسناد فرمایا ان کا مفاد اسی قدر ہے حیث قال والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ للرجال والنساء جمیعاً فقد راًی ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کانت تزور قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل وقت وانہا لما خرجت حاجۃ زارت قبر اخیہا عبد الرحمن بحر الرائق و عالمگیری و جامع الرموز و مختار الفتاوی و کشف

الخطاو سراجیہ و درمختار و فتح المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں استناد کیا ہمارے خلاف نہیں ہاں مأتہ مسائل پر رد ہیں جس میں مطلق کہا تھا زنان را زیارت قبور بقول اصح مکروہ تحریمی ست لاجرم - وہی درمختار میں تھا لا باس بزیارۃ القبور للنساء اسی میں ہے و یکرہ خروجھن تحریما وہی بحرالرائق میں تھا الاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لھما اسی میں ہے لا ینبغی للنساء ان یخرجن فی الجنازۃ لان النبی صلی اللہ تعالی علیہ و سلم نھاھن عن ذلک وقال انصرفن مازورات غیر ماجورات - اتباع جنازہ کہ فرض کفایہ ہے جب اس کے لئے ان کا خروج ناجائز ہوا تو زیارت قبور کہ صرف مستحب ہے اس کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے - پھر نفس زیارت قبر جس کیلئے عورت کا خروج نہ ہو اس کا جواز بھی عند التحقیق فی نفسہ ہے کہ جن شروط مذکورہ سے مشروط ان کا اجتماع نظر بعادت زناں نادر ہے اور نادر پر حکم نہیں ہوتا تو سبیل اسلم سے بھی روکتا ہے - ردالمحتار و منحۃ الخالق میں ہے - ان کان ذلک لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ماجرت بہ عادتھن فلا تجوز وعلیہ حمل حدیث لعن اللہ زائرات القبور وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء والتبرک بزیارت قبور الصالحین فلا بأس اذا کن عجائز ویکرہ اذا کن شواب الحضور الجماعۃ فی المسجد اھ زاد فی رد المحتار وھو توفیق حسن اھ وکتبت علیہ اقول قد علم ان الفتوی علی المنع مطلقا ولو عجوزا ولو لیلا فکذالک فی زیارت القبور بل اولی (۱۴) آپ نے ایک صورت شیخ فانی مرتعش

سے پردے کے اندر توجہ لینے کی ذکر کی ہے اس میں کیا حرج ہے جب کہ خارج سے کوئی فتنہ نہ ہو۔ اسے یہاں سے علاقہ (۱۵) مگر وہ جو عورت کا خلیفہ ہونا لکھا صحیح نہیں ائمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں ہوسکتی ہاں تدابیر ارشاد کردۂ مرشد بتاتے ہیں سفیر محض ہو تو حرج نہیں امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبری میں فرماتے ہیں۔ قد اجمع اهل الکشف علی اشتراط الذکورۃ فی کل داعی الی اللہ ولم یبلغنا ان احدا من نساء السلف الصالح تصدرت لتربیۃ المریدین ابدا لنقص النساء فی الدرجۃ وان ورد الکمال فی بعضهن کمریم بنت عمران واسیۃ امرأۃ فرعون فذلک کمال بالنسبۃ للتقوی والدین لا بالنسبۃ للحکم بین الناس وتسلیکهم فی مقامات الولایۃ امر المرأۃ ان تکون عابدۃ زاهدۃ کرابعۃ العدویۃ رضی اللہ تعالی عنها۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

تمت

فضیلت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق ناقابلِ انکار دلائل!

غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق رضی اللہ عنہما

از امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

سوال:۔ خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے آیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل تھے یا کم۔

الجواب۔ اہل سنت وجماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملٰئکہ ورسل وانبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں تمام امم عالم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت ووجاہت وقبول وکرامت وقرب وولایت کو نہیں پہنچتا اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم ومولاہم وآلہ وعلیہم وبارک وسلم اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پرنور نبی کریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم وارشادات جلیلہ واضحہ امیر المومنین مولیٰ علی مرتضیٰ ودیگر ائمہ اہل بیت طہارت وارتضا واجماع صحابہ کرام وتابعین عظام وتصریحات اولیائے امت وعلمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہوسکتا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اس مسئلہ میں ایک کتاب عظیم بسیط وضخیم دو مجلد پر منقسم نام تاریخی مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین سے متسم تصنیف کی اور خاص تفسیر آیۂ کریمہ

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور اس سے افضلیت مطلقۂ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اثبات سوا حقائق اور اوہام خلاف کے ابطال و ازہاق میں ایک جلیل رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی الزلال الانقیٰ من بحر سبقة الاتقیٰ تالیف کیا اس بحث کی تفصیل ان کتب پر موکول۔ یہاں صرف چند ارشادات ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اقتصار ہوتا ہے اللہ عزّ و جلّ کی بے شمار رحمت و رضوان و برکت امیر المؤمنین اسد حیدر حق گو حق دان حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ پر کہ اس جناب نے مسئلہ تفضیل کو بغایت مفصل فرمایا اپنی کرسی خلافت و عرش زعامت پر برسر منبر مسجد جامع و مشاہد و مجامع و جلوات عامہ و خلوات خاصہ میں بطرق عدیدہ تاہمہ دیدہ سپید و صاف ظاہر و داشگاف محکم و مفسر بے احتمال دگر حضرات شیخین کریمین وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت مرحومۂ سید لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل و بہتر ہونا ایسے روشن و ابین طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح شائبہ شک و تردد نہ رہا مخالف مسئلہ کو مفتری بتایا اسّی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا۔ حضرت سے ان اقوال کریمہ کے راوین اسّی سے زیادہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صواعق امام حجر مکی میں ہے قال الذہبی وقد تواتر ذالك عنہ فی خلافۃ وکرسی مملکۃ وبین الخفیر من شیعۃ ثم بساط الاسانید الصحیحۃ فی ذالك قال ویقال رواہ عنہ نیف وثمانون نفسا وعدد منهم جماعۃ ثم قال فقبح اللہ الرافضۃ ما اجہلہم انتہی یہاں تک کہ بعض منصفان شیعہ مثل عبد الرزاق محدث صاحب مصنف نے باوصف تشیع تفضیل شیخین اختیار کی اور کہا جب خود حضرت مولیٰ کرم اللہ

تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ انھیں اپنے نفس کریم پر تفضیل دیتے تو تجھے اس کے اعتقاد سے کب مفر ہے۔ مجھے یہ گناہ کیا تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کا خلاف کر دوں۔ صواعق میں ہے ما احسن ما سلك بعض الشیعۃ المصنفین کعبد الرزاق فانہ قال افضل الشیخین بتفضیل علی ایاھما علی نفسہ والا لما فضلتھما کفی بی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ اب چند احادیث مرتضوی سنئے حدیث اول صحیح بخاری شریف میں سیدنا وابن سیدنا امام محمد بن حنیفہ صاحبزادہ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہا سے مروی قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے فرمایا ابوبکر میں نے عرض کی کہ پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حدیث دوم امام بخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبد اللہ بن سلمہ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ فرماتے تھے خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر و خیر الناس بعد ابی بکر عمر بہترین مردم بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ہیں اور بہترین مردم بعد ابوبکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہذا حدیث ابن ماجہ حدیث سوم امام ابن القاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل بلخی کتاب السنۃ میں راوی اخبرنا ابوبکر بن مردویہ ثنا سلیمٰن بن احمد ثنا الحسن بن المنصور الرمانی ثنا داود بن معاذ ثنا ابو سلمۃ العتکی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن عن سعید بن ابی عروبۃ عن منصور بن المعتمر عن ابراھیم

عن علقمۃ قال بلغ علیا ان اقواما یفضلونہ علی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یایھا الناس انہ بلغنی ان اقواما یفضلوا علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفتر علیہ حد المفتری ثم قال ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال و فی المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لو سمی الثالث یسمی عثمٰن یعنی حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں یہ سنکر منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے پھر فرمایا اے لوگو مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتے ہیں۔ اس بارہ میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بے شک سزا دیتا آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد یعنی اسی کوڑے لازم ہیں پھر فرمایا بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابو بکر ہیں پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے بہتر ہے علقمہ فرماتے ہیں مجلس میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے انھوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث چہارم امام دارقطنی سنن میں اور ابو عمر بن عبد البر استیعاب میں حکم بن حجل سے راوی حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا

امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے **حدیث پنجم** سنن دارقطنی میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کے مقرب بارگاہ تھے جناب امیر انھیں وہب الخیر فرمایا کرتے تھے۔ مروی انہ کان یری ان علیا افضل الامۃ فسمع اقواما یخالفونہ فحزن حزنا شدیدا فقال لہ علی بعد ان اخذ یدہ وادخلہ بیتہ ما اخذ تک یا ابا جحیفۃ فذکر لہ الخبر فقال لہ الا اخبرک بخیر الامۃ خیرھا ابو بکر ثم قال ابو جحیفۃ فاعطیت اللہ عھدا ان لا اکتم ھذا الحدیث بعد ان شافھنی بہ علی ما بقیت یعنی ان کے خیال میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تمام امت سے افضل تھے۔ انھوں نے کچھ لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنا سخت رنج ہوا حضرت مولیٰ ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ ولایت میں لے گئے غم کی وجہ پوچھی گزارش کی فرمایا کہ میں تمہیں نہ بتادوں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ جب تک جیونگا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد اس کے کہ حضرت مولیٰ نے خود بالمشافہہ مجھ سے ایسا فرمایا۔ **حدیث ششم** امام احمد مسند ذی الیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابو حازم سے راوی قال جاء رجل الی علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما فقال ما کان منزلۃ ابی بکر وعمر من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال منزلتھما الساعۃ وھما ضجیعاہ یعنی ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابوبکر و عمر کا مرتبہ کیا تھا فرمایا جو مرتبہ ان کا اب ہے کہ حضور کے پہلو

میں آرام کر رہے ہیں۔ **حدیث ہفتم** دار قطنی حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرماتے ہیں اجمع بنو فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ان یقولوا فی الشیخین احسن ما یکون من القول یعنی اولاد حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہا الکریم و علیہا و علیہم و بارک وسلم کا اجماع و اتفاق ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جائے گی جو سب سے بہتر ہو۔ **حدیث ہشتم** امام ابن عساکر وغیرہ سالم بن ابی الجعد سے راوی قلت لمحمد بن الحنیفۃ ھل کان ابوبکر اول القوم اسلاما قال لا قلت فبم علا ابوبکر و سبق حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانہ کان افضلھم اسلاما حین اسلم حتی لحق باللہ یعنی میں نے امام محمد بن حنیفہ سے عرض کی کیا ابوبکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے فرمایا نہ میں نے کہا پھر کیا بات ہے کہ ابوبکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے فرمایا یہ اس لئے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب سے اسلام لائے یہاں تک کہ اپنے رب عزوجل سے ملے۔ **حدیث نہم** امام ابوالحسن دار قطنی جندب اسدی سے راوی کہ امام محمد بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ ابن علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس کچھ اہل کوفہ و جزیرہ نے حاضر ہو کر ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارہ میں سوال کیا امام ممدوح نے میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا انظر الی اھل بلادک یسألونی عن ابی بکر و عمر لھما افضل عندی من علی اپنے شہر والوں کو دیکھو مجھ سے ابوبکر و عمر کے بارہ میں سوال کرتے ہیں وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ مولیٰ علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ امام اجل حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت امام حسین

شہید کربلا کے نواسے ہیں ان کا لقب مبارک نفس زکیہ ہے ان کے والد حضرت عبداللہ محض کہ سب میں پہلے حسنی حسینی دونوں شرف کے جامع ہوئے لہذا محض کہلائے اپنے زمانہ میں سردار بنی ہاشم تھے ان کے والد ماجد امام حسن مثنٰی اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہم وعلیہم وبارک وسلم حدیث دہم امام حافظ عمر بن شبہ حضرت امام اجل سید زید شہید ابن امام علی سجاد زین العابدین ابن امام حسین سعید شہید صلوٰت اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ جدہم الکریم وعلیہم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کوفیوں سے فرمایا انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون ابی بکر وعمر ولم یستطیعوا ان یقولوا فیہما شیئاً وانطلقتم انتم فطفرتم فبرئتم منہما فمن بقی فو اللہ مابقی احد الا برئتم منہ یعنی خارجیوں نے اٹھ کران سے تبری کی جو ابوبکر وعمر سے کم تھے یعنی عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر ابوبکر وعمر کی شان میں کچھ کہنے کی گنجائش نہ پائی اور تم نے اے کوفیوں اوپر جست کی کہ ابوبکر وعمر سے تبری کی تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے تبرا نہ کہا ہو والعیاذ باللہ رب العالمین اللہ اکبر امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامان خاندان زید کو بحمد اللہ کافی ووافی ہے سید سادات بلگرام حضرت مرجع الفریقین مجمع الطریقین حبر شریعت بحر طریقت بقیۃ السلف حجۃ الخلف سیدنا ومولانا میر عبدالواحد حسینی زیدی واسطی بلگرامی قدس اللہ تعالیٰ سرہ السامی نے کتاب مستطاب سبع سنابل شریف تصنیف فرمائی کہ بارگاہ عالم پناہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موقع قبول عظیم برواقع ہوئی حضرت مستفتی دامت برکاتہم کے جدامجد جدا اور اس فقیر کے آقائے نعمت ومولائے احد حضرت اسدالواصلین محبوب العاشقین سیدنا ومولانا حضرت سید شاہ حمزہ حسینی زیدی مارہروی

قدس سرہ القوی کتاب مستطاب کاشف الاستار شریف کی ابتدا میں فرماتے ہیں۔
باید دانست کہ درخاندان ما حضرت سند المحققین سید عبد الواحد بلگرامی
بسیار صاحب کمال برخاستہ اند قطب فلک ہدایت و مرکز دائرہ ولایت بود
در علم صوری و معنوی فائق و از مشارب اہل تحقیق ذائق صاحب تصنیف و تالیف
ست و نسب ایں فقیر بچہار واسطہ بذات مبارکش می پیوند۔ پھر چند اجزا کے بعد
فرماتے ہیں۔ اشہر تصانیف او کتاب سنابل ست در سلوک وعقائد حاجی الحرمین
سید غلام علی آزاد سلمہ در ماثر الکرام می تولید وقتے در شہر رمضان المبارک
سنۃ خمسین وثلثین ومائۃ والف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہاں آباد
خدمت شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ را زیارت کرد و ذکر میر عبد الواحد قدس سرہ
درمیان آمد شیخ مناقب وماثر میر تادیر بیان کرد فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو
بر بستر خواب گزاشتم در واقعہ می بینم کہ من و سید صبغۃ اللہ بروجی معاود مجلس
اقدس رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باریاب شدیم جمعے از صحابہ کرام
اولیائے امت حاضر اند درینہا شخصے است کہ حضرت با او لب بہ تبسم شیریں کردہ
خرفہا میزند والتفات تمام دارند چوں مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار
کردم کہ ایں شخص کیست کہ حضرت با او التفات بایں مرتبہ دارند گفت میر
عبد الواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او ایں ست کہ سنابل تصنیف او در
جناب رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول افتادہ انتہی کلامہ انتہی
مقالہ الشریف بلفظہ المنیف قدس اللہ سرہ اللطیف۔ حضرت میر قدس سرہ
المنیر نے اس کتاب مقبول ومبارک میں مسئلہ تفضیل بکمال تفصیل وتاکید
جمیل وتہدید جلیل ارشاد فرمایا لفظ مبارک سے چند حرف کی نقل سے شرف
حاصل کریں اولیائے کرام ومحدثین وفقہا جملہ اہل حق کے اجماعی کے عقائد میں

بیان فرماتے۔ واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء ابوبکر صدیق ست وبعد از وے عمر فاروق است وبعد از وے عثمان ذی النورین ست وبعد از وے علی مرتضیٰ است رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پھر فرمایا۔ فضل ختنین از فضل شیخین کمتر ست بے نقصان و قصور پھر فرمایا اجماع اصحاب وتابعین وتبع تابعین وسائر علمائے امت ہم برین عقیدہ واقع شدہ است۔ پھر فرمایا۔ مخدوم قاضی شہاب الدین در تیسیر الاحکام نبشت کہ ہیچ ولی بدرجۂ ہیچ پیغمبرے نرسد۔ زیراکہ امیر المومنین ابوبکر بحکم حدیث بعد پیغمبراں از ہمہ اولیا برتر ست واو بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نہ رسید۔ وبعد او امیر المومنین عمر بن الخطاب ست وبعد او امیر المومنین عثمان بن عفان است وبعد او امیر المومنین علی بن ابی طالب ست۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کسیکہ امیر المومنین علی را خلیفہ نداند او از خوارج ست وکسیکہ او را بر امیر المومنین ابوبکر وعمر تفضیل کند او از روافض ست۔ پھر فرمایا از ینجا باید دانست کہ در جہان نہ ہیچو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے پیدا شد ونہ ہیچو ابوبکر مریدے ہویدا گشت۔ اے عزیز اگرچہ کمابیت فضائل شیخین بر ختنین مفرط دقائق اعتقاد باید کرد امانہ بر وجہیکہ در کمالیت وفضائل ختنین قصورے ونقصانے بخاطر تو رسد بلکہ فضائل النبیان و فضائل جملہ اصحاب از عقول بشریہ وانکار انسانیہ بسے بالاتر ست پھر فرمایا۔ پس چوں اجماع صحابہ کہ انبیا صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شد ومرتضیٰ نیز دریں اجماع متفق وشریک بود مفضلہ در اعتقاد خود دربا غلط کردہ است اے قادمانِ ما۔ فدائے نام مرتضیٰ یاد وائے دل وجان نثار اقدام مرتضیٰ باد کدام بدبخت ازل کہ محبت مرتضیٰ در دلش نباشد وکدام

راندۂ درگاہِ مولیٰ کہ اہانت او روا دارد مفضلہ گمان بردہ است کہ نتیجہ محبت با مرتضیٰ تفضیل اوست بر شیخین و نمیدانند کہ ثمرۂ محبت موافقت ست با او نہ مخالفت کہ چون مرتضیٰ فضل شیخین و ذی النورین را بر خود روا داشت و اتمنہ ا با ایشان کرد و حکمہائے عہد خلافت ایشان را امتثال فرمود شرط محبت با او آن باشد کہ در راہ و روش با او موافق باشد نہ مخالف حضرت میر قدس سرہ المنیر نے یہ بحث پانچ ورق سے زائد میں افادہ فرمائی ہے۔ من طلب الزیادۃ فلیرجع الیہ۔ الحمد للہ۔ یہ عقیدہ ہے اہل سنت وجماعت اور ہم غلامانِ دوزبان زید شہید کا

واللہ تعالیٰ اعلم

(سوال ۲) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وعترتہ وسلم نے وقت رحلت یا کسی اور وقت اپنے بعد اپنا جانشین کس کو مقرر کیا۔

الجواب

جانشینی ونیابت دو قسم ہے۔ اول جزئی مقید کہ امام کسی خاص کام یا خاص مقام پر عارضی طور پر کسی خاص وقت کے لئے دوسرے کو اپنا نائب کرے جیسے بادشاہ کا لڑائی میں کسی کو سردار بنا کر بھیجنا یا کسی ضلع کی حکومت دینا یا تحصیل خراج پر مامور کرنا یا کہیں جاتے ہوئے انتظام شہر سپرد کر جانا اس قسم کا استخلاف صریح حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وعترتہ وازواجہ وصحابتہ اجمعین وبارک وسلم سے بارہا واقع ہوا جیسے بعض غزوات میں امیر المومنین صدیق اکبر بعض میں حضرت اسامۃ بن زید غزوۂ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سپہ سالار بنا کر بھیجا تحصیل زکوٰۃ امیر المومنین فاروق اعظم وحضرت خالد بن ولید وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کو مقرر فرمایا یہ بھی یقیناً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت تھی کہ اخذ صدقات اصل کام حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ کا ہے قال تعالیٰ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلاتک سکن لھم تعلیم قرآن ودین کے لئے قرائے کرام شہدائے عظام کو مقرر فرمایا۔ حضرت عتاب بن اسید مکہ معظمہ حضرت معاذ بن جبل کو ولایت جند حضرت ابوموسیٰ اشعری کو زبید وعدن حضرت ابوسفیان والد امیر معاویہ یا حضرت عمرو بن حزم کو شہر نجران حضرت زیاد بن لبید کو حضر موت حضرت خالد سعید اموی کو صنعا۔ حضرت عمرو بن العاص کو عمان کا ناظم صوبہ کیا باذان بن ساسان کیانی مغل کو صوبہ داری یمن پر مقرر رکھا۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ملک یمن کا عہدہ قضا بخشا۔ ۸ھ میں حضرت عتاب ۹ھ میں حضرت صدیق اکبر کو امیر الحاج بنایا بعض وقائع میں امیر المومنین فاروق اعظم بعض میں حضرت معقل بن یسار بعض میں حضرت عقبہ کو حکم قضا دیا۔ غزوۂ تبوک کو تشریف لیجاتے وقت امیر المومنین مرتضیٰ علی کو اہل بیت کرام اور غزوۂ بدر میں حضرت ابولبابہ اور تیرہ غزوات واسفار کو نہضت فرماتے حضرت عمرو ابن ام مکتوم کو مدینہ طیبہ کا امیر ووالی فرمایا۔ از انجملہ غزوہ ابوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہلا غزوہ تھا وغزوہ بواط وغزوہ ذی العیرہ وغزوۂ طلب کرز بن جابر وغزوہ سویق وغزوہ غطفان وغزوۂ احد وغزوہ حمراء الاسد وغزوہ نجران وغزوہ ذات الرقاع وسفر حجۃ الوداع کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پچھلا سفر تھا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لخصنا کل ذلک من صحیح البخاری وشرحہ والمواھب اللدنیۃ و والمنح المحمدیۃ وشرحھا للزرقانی والاصابۃ فی تمیز الصحابۃ

للامام الحافظ العسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
دوم کلی مطلق کہ حیات مستخلف سے جمع نہیں ہوسکتی یعنی امام کا اپنے بعد کسی کیلئے
امامت کبریٰ کی وصیت فرمانا اس کا نص صریح علی الاعلان بتصریح تام حضور
اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے واسطے نہ فرمایا ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم ضرور پیش کرتے اور قریش وانصار میں دربارۂ خلافت مباحثے منادر
نہ ہوتے امیر المومنین امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ الکریم سے باسانید صحیحہ تو یہ ثابت کہ جب ان سے عرض کی گئی استخلف
علینا ہم پر کسی کو خلیفہ کر دیجئے فرمایا لا ولکن اترککم کما ترککم رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کسی کو خلیفہ نہ کروں گا بلکہ یوں ہی
چھوڑ دوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے اخرجہ الامام
احمد بسند حسن والبزار بسند قوی والدار قطنی وغیرہم بزار کی روایت میں بسند
صحیح ہے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا۔ ما استخلف رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاستخلف علیکم رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا کہ میں کردوں۔ دار قطنی
کی روایت میں ارشاد فرمایا دخلنا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فقلنا یا رسول استخلف علینا قال لا ان یعلم اللہ
فیکم خیرا یول علیکم خیرکم قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فعلم اللہ فینا خیرا فولی علینا ابابکر ہم نے خدمت اقدس حضور
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ
ہم پر کسی کو خلیفہ فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا۔ اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی جانے گا
تو جو تم میں سب سے بہتر ہے اسے تم پر والی فرما دے گا۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ

وجہہ نے فرمایا رب العزت جل وعلا نے ہم میں بھلائی جانی پس ابوبکر کو ہمارا والی فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین امام اسحق بن راہویہ و دارقطنی و ابن عساکر وغیرہم بطرق عدیدہ واسانید کثیرہ راوی دو شخصوں نے امیرالمؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دربارۂ خلافت استفسار کیا اعہد عہدہ الیک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام رائی رایتہ کیا یہ کوئی عہد و قرارداد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے فرمایا بل رائی رایتہ بلکہ ہماری رائے ہے اما ان یکون عندی عہد من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عہدہ الیّ فی ذالک فلا واللہ لئن کنت اوّل من صدقہ بہ فلا اکون اول من کذب علیہ رہا یہ کہ اسباب میں میرے لئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہد و قرارداد فرما دیا ہو سو خدا کی قسم ایسا نہیں اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پرافترا کرنے والا نہ ہوں گا۔ ولو کان عندی منہ عہد فی ذالک ما ترکت اخا بنی تیم بن مرۃ وعمر بن الخطاب یثوبان علی منبرہ ولقاتلتہما بیدی ولو لم اجد الا بردتی ھذہ۔ اور اگر اسباب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابوبکر و عمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست نہ کرنے دیتا اور بیشک اپنے ہاتھ سے ان کے قتال کرتا اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا ولکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یقتل قتلا ولم یمت فجاءۃ مکث فی مرضہ ایاما ولیالی یاتیہ المؤذن یؤذنہ بالصلوٰۃ فیامر ابا بکر فیصلی

بالناس وھو یری مکانی بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم معاذ اللہ کچھ یہ قتل نہ ہوئے نہ یکایک انتقال فرمایا بلکہ کئی دن رات
حضور کو مرض میں گزرے مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا حضور ابوبکر کو امامت
کا حکم فرماتے۔ حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود تھا پھر مؤذن آتا اطلاع
دیتا حضور ابوبکر کو ہی حکم امامت دیتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا۔ و
لقد ارادت امرآۃ من نساء نصرفہ عن ابی بکر فابی و غضب
وقال انتن صواحب یوسف مروا ابا بکر فلیصل بالناس
اور خدا کی قسم ازواج مطہرات سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے
پھیرنا چاہا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا
تم وہی یوسف والیاں ہو ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے فلما قبض رسول
اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نظرنا فی امورنا فاخترنا
من رضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لدیننا
کانت الصلوٰۃ عظیم الاسلام و قوام الدین فبایعنا
ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ وکان لذلک اھلا لم یختلف
علیہ منا اثنان پس جب کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انتقال
فرمایا ہم نے ان کے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے
پسند کرلیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی
نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی
لہٰذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے
ہم میں کسی نے اس بارہ میں اس کا خلاف نہ کیا یہ سب کچھ ارشاد کرکے حضرت
مولیٰ کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی نے فرمایا فادیت الی ابی بکر حقہ

و عرفت لہ طاعتہ و غزوت معہ فی جنودہ و کنت اٰخذ اذا اعطانی و اغزو اذا اغزانی و اضرب بین یدیہ بسوطی۔ یعنی پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت لازم جانی اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور ان کے سامنے اپنے تازیانے سے [illegible] لگایا۔ پھر بعینہٖ یہی مضمون امیر المؤمنین فاروق اعظم و امیر المؤمنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ہاں العینہ اشارات جلیلہ واضحہ بارہا فرمائے ...... ا

مثلاً ایک بار ارشاد ہوا میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں اس پر ایک ڈول ہے میں اس سے پانی بھرتا رہا جب تک اللہ نے چاہا پھر ابوبکر نے ڈول لیا دو ایک بار کھینچا پھر وہ ڈول ایک پل ہو گیا جسے چرسہ کہتے ہیں اسے عمر نے لیا تو میں نے کسی سردار زبردست کو اس کام میں ان کے مثل نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگوں کو سیراب کر دیا کہ پانی پی پی کر اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔ میں نے بارہا بکثرت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہوا میں ابوبکر و عمر کیا میں نے اور ابوبکر و عمر نے چلا میں اور ابوبکر و عمر رواہ الشیخان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی رات ایک مرد صالح (یعنی خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خواب دیکھا کہ ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہیں اور عمر ابوبکر سے اور عثمان عمر سے

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب ہم خدمت اقدس حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اٹھے آپس میں تذکرہ کیا کہ وہ مرد صالح تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور بعض کا بعض سے تعلق وہ اس امر کا والی ہونا جس کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ رواہ عنہ ابو داود و حاکم۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے بنی المصطلق نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھیجا کہ حضور سے دریافت کر دیں حضور کے بعد ہم اپنے اموال زکوٰۃ کس کے پاس بھیجیں فرمایا ابو بکر کے پاس عرض کی اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آئے تو کسے دیں فرمایا عمر کو عرض کی جب ان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا عثمان کو رواہ عنہ فی المستدرک وقال صحیح ایک بی بی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور کچھ سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پھر حاضر ہوا انھوں نے عرض کی آؤں اور حضور کو نہ پاؤں فرمایا مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا رواہ الشیخان عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یونہی ایک مرد سے ارشاد فرمایا مروی کہ میں نہ ہوں تو ابو بکر کے پاس آنا عرض کی جب انھیں نہ پاؤں فرمایا تو عمر کے پاس عرض کی جب وہ بھی نہ ملیں فرمایا عثمان کے پاس اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سہل بن ابی حثمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک شخص سے کچھ اونٹ قرضوں پر خریدے یہ واپس جاتا تھا کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ ملے حال پوچھا اس نے بیان کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا اور عرض کیا اگر حضور کو کچھ حادثہ پیش آئے تو میری قیمت کون ادا کرے گا فرمایا ابو بکر پھر

ریافت کیا اور جو ابوبکر کو کچھ حادثہ پیش آئے تو کون دیگا فرمایا عمر پھر دریافت
رایا انھیں بھی کچھ حادثہ در پیش ہو فرمایا فویحك اذا مات عمر فان
استطعت ان تموت فمت ہائے نادان جب عمر مرجائے تو اگر مر
سکے مرجانا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالك رضی
اللہ تعالیٰ عنہ وحسنہ الامام جلال الدین سیوطی انھیں
شارات جلیلہ سے ہے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایام مرض وفات
اقدس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ امامت مسلمین پر قائم
رنا اور دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہونا غضب فرمانا جس سے امیرالمومنین
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے استناد فرمایا کہ رضیہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں چن لیا ہمارے دین کی پیشوائی کو کیا
نھیں ہم پسند نہ کریں اپنی دنیا کی امامت کو۔ اور نہایت روشن وصریح
قریب نص وتصریح وہ ارشاد اقدس ہے کہ امام احمد وترمذی نے بافادہ
تحسین اور ابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے بافادہ تصحیح ۔ اور ابوالمحاسن
رویانی نے حضرت حذیفہ بن الیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ترمذی وحاکم
نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی نے حضرت ابودردا رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عدی نے کامل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحٰبہ
وبارک وسلم نے فرمایا انی لا ادری مابقائی فیکم فاقتدوا بالذین
من بعدی ابی بکر وفی لفظ اقتدوا بالذین من بعدی من
اصحابی ابی بکر وعمر میں نہیں جانتا میرا رہنا تم میں کب تک ہو لہذا تمہیں

فرماتا ہوں کہ میرے ان دو صحابیوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ایک بار آخر حیات اقدس میں نص صریح بھی فرما دینا چاہا تھا۔ پھر خدا اور مسلمانوں پر چھوڑ کر حاجت نہ سمجھی امام احمد و امام بخاری و امام مسلم ام المؤمنین صدیقہ محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیہم و علیہا وسلم سے راوی کہ وہ ارشاد فرماتی ہیں قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ادعی لی اباك واخاك حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مرض میں انتقال فرمانے کو ہیں اس میں مجھ سے فرمایا اپنے باپ اور بھائی کو بلا لے کہ میں ایک نوشتہ تحریر فرما دوں کہ مجھے خوف ہے کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہہ اٹھے کہ میں زیادہ مستحق ہوں اور اللہ نہ مانے گا اور مسلمان نہ مانیں گے مگر ابوبکر کو امام احمد کے ایک لفظ یہ ہیں کہ فرمایا ادعی لی عبد الرحمن بن ابی بکر اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیہ احد ثم قال دعیہ معاذ اللہ ان یختلف المؤمنون فی ابی بکر عبد الرحمن بن ابی بکر بلا لو کہ میں ابوبکر کے لئے نوشتہ لکھ دوں کہ ان پر کوئی اختلاف نہ کرے پھر فرمایا رہنے دو خدا کی پناہ کہ مسلمان اختلاف کریں ابوبکر کے بارے میں

صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب والہ وصحبہ وبارك وسلم

واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ احکم

تمت

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

از اعلیٰحضرت قدس سرہٗ

زہے عزت و اعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیرِ پائے محمد

مکاں عرش اُن کا فلک فرش اُن کا
ملک خادمانِ سرائے محمد

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر!
خدائے محمد برائے محمد

محمد برائے جنابِ الٰہی!
جنابِ الٰہی برائے محمد

بسی عطرِ محبوبیِ کبریا سے
عبائے محمد قبائے محمد

بہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پہ
محمد محمد خدائے محمد

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گِروں کا سہارا عصائے محمد

میں قرباں کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آنِ خدا وہ خدائے محمد

محمد کا دم خاص بہرِ خدا ہے
سوائے محمد برائے محمد

خدا اُن کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت
بڑھی کس تزک سے دعائے محمد

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گزریے
کہ ہے ربِّ سلّم صدائے محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارا نور کا

اُن کے قصرِ قدر سے خلد ایک کمرہ نور کا
سدرہ پائیں باغ میں ننھا سا پودا نور کا

عرش بھی فردوس بھی اس شاہ والا نور کا
یہ مثمن برج وہ مشکوئے اعلیٰ نور کا

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تیری ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایا نور کا

کیا بنا نام خدا اسرا کا دولھا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانا نور کا

بزم وحدت میں مزا ہوگا دوبالا نور کا
ملنے شمع طور سے جاتا ہے اکہ نور کا

وصف رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا

دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
مَنْ رَاٰی کیا یہ آئینہ دکھایا نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

انبیا اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے اون پر نام سچا نور کا

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

حکیم غلام معین الدین نعیمی طابع و ناشر اور مدیر نے تعلیمی پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر نعیمی دواخانہ لال کھوہ موچی گیٹ لاہور سے شائع کیا

بعونہٖ وکرمہٖ تعالیٰ جل اسمہٗ

دین و ایمان کو منوّر اور محبّت و ایقان کو افزوں کرنے والے

نادر و اہم

رسائل ستّہ ضروریہ

اعلیٰحضرت مجدد مأتہ حاضرہ مولانا الشاہ مفتی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ

- صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
- نطق الہلال فی ولادالحبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) والوصال
- الہدایۃ المبارکہ فی خلق الملٰئکہ (علیہم السلام)
- الصمصام علیٰ مشکک فی الارحام
- جمل النور فی نہی النساء عن زیارت القبور
- غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق (رضی اللہ عنہما)

یکے از مطبوعات

ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لال کھوہ موچی گیٹ لاہور

قیمت ۔ ایک روپیہ

مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور